بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر : منصور احمد

جلد: 75/شمارہ47/ 19/نومبر 2026ء،08/جمادی الاول،1448 ہجری قمری/19/نبوت1405 ہجری شمسی (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۴﴾ (الزمر:54)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ یقیناً وہی بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ

استغفار تنگی اور غموں سے نجات کا ذریعہ ہے

عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ، اَنَّہٗ حَدَّثَہٗ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ:" مَنۡ لَزِمَ الۡاِسۡتِغۡفَارَ، جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنۡ کُلِّ ضِیۡقٍ مَخۡرَجًا، وَمِنۡ کُلِّ ہَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ".

(سنن ابو داؤد کتاب تفریع ابواب الوتر باب فی الاستغفار حدیث:۱۵۱۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہمہ وقت استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے وقت اس کے نکلنے کے لیے راہ پیدا کر دیتا ہے اور ہر غم سے نجات دیتا ہے اور اسے اس راہ سے رزق عطا فرماتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہ کر سکے۔

تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

استغفار کی حقیقت اور اس کے ثمرات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بعض لوگوں پر دکھ کی مار ہوتی ہے اور وہ ان کی اپنی ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:۹) پس آدمی کو لازم ہے کہ توبہ و استغفار میں لگا رہے اور دیکھتا رہے کہ ایسا نہ ہو، بد اعمالیاں حد سے گذر جاویں اور خدا تعالیٰ کے غضب کو کھینچ لاویں۔

جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کے ساتھ نگاہ کرتا ہے تو عام طور پر دلوں میں اس کی محبت کا القا کر دیتا ہے۔ لیکن جس وقت انسان کا شر حد سے گذر جاتا ہے۔ اس وقت آسمان پر اس کی مخالفت کا ارادہ ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے منشا کے موافق لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ مگر جونہی وہ توبہ و استغفار کے ساتھ خدا کے آستانہ پر گر کر پناہ لیتا ہے۔ تو اندر ہی اندر ایک رحم پیدا ہو جاتا ہے اور کسی کو پتا بھی نہیں لگتا کہ اس کی محبت کا بیج لوگوں کے دلوں میں بو دیا جاتا ہے۔ غرض توبہ و استغفار ایسا مجرّب نسخہ ہے کہ خطا نہیں جاتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۲، ایڈیشن ۲۰۲۲)

یہ انسان کے لیے لازمی اَمر ہے وہ استغفار میں ہمیشہ مشغول رہے۔ یہ جو قحط اور طرح طرح کی بلائیں دنیا میں نازل ہوتی ہیں ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ لوگ استغفار میں مشغول ہو جائیں۔ مگر استغفار کا یہ مطلب نہیں ہے جو اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ کہتے رہیں۔ اصل میں غیر ملک کی زبان کے سبب لوگوں سے حقیقت چھپی رہی ہے۔ عرب کے لوگ تو ان باتوں کو خوب سمجھتے تھے۔ مگر ہمارے ملک میں غیر زبان کی وجہ سے بہت سی حقیقتیں مخفی رہی ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنی دفعہ استغفار کیا۔ سو تسبیح یا ہزار تسبیح پڑھی مگر جو استغفار کا مطلب اور معنے پوچھو تو بس کچھ نہیں۔ ہکّا بکّا رہ جاویں گے۔ انسان کو چاہیے کہ حقیقی طور پر دل ہی دل میں معافی مانگتا رہے کہ وہ معاصی اور جرائم جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں ان کی سزا نہ بھگتنی پڑے اور آئندہ دل ہی دل میں ہر وقت خدا سے مدد طلب کرتا رہے کہ آئندہ نیک کام کرنے کی توفیق دے اور معصیّت سے بچائے رکھے۔

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۲، ایڈیشن ۲۰۲۲)

اقتباس از تفسیر کبیر

استغفار کے معنی اور اس کی ضرورت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ ہود کی آیت نمبر 4 کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

استغفار کے معنی اور اس کی ضرورت: پہلی آیت میں اس مقصدِ عظیم کی طرف توجہ دلائی تھی جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ مقصد تک پہنچنے میں بعض دفعہ انسان کے راستہ میں روکیں حائل ہو جاتی ہیں اس لئے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے یگانگت پیدا کرنا چاہتے ہو اور تمہارے رستہ میں ایسی رکاوٹیں ہیں کہ جن کی وجہ سے خدا تک پہنچنا تمہارے لئے ناممکن ہو گیا ہے تو ان کو دور کرنے کا یہ طریق ہے کہ پہلے تم اپنے رب سے غفران مانگو۔ یعنی گناہوں کی وجہ سے جو تمہارے دلوں پر زنگ لگ گئے ہیں اور وہ خدا تک تمہیں نہیں پہنچنے دیتے ان کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی اعانت طلب کرو۔ اور اس سے دعائیں کرو کہ وہ تمہارے زنگوں کو دور کر دے۔ دوسرے معنی استغفار کے دبا دینے کے ہیں۔ ان معنوں کے رو سے اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ ان جذبات کے دبانے کی دعا مانگو جو خدا تک پہنچنے میں روک بن جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ۔ یعنی جب وہ جذبات دب جائیں تو اس کے بعد خدا کی محبت پیدا کرنے کے لئے اس کی طرف توجہ کرو۔ اس طرح خدا تک پہنچنا تمہارے لئے آسان ہو جائے گا۔ اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والے جذبات جب مٹ جائیں تب اس کی طرف انسان جا سکتا ہے۔ بغیر ایسے جذبات کے دبانے اور پرانے اثر کے مٹانے کے خدا کی کامل محبت نہیں پیدا ہو سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کا مقام استغفار کے بعد کا مقام ہے۔

وہ نادان جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلامی توبہ گناہوں کی زیادتی کا موجب ہے وہ دراصل اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں کیونکہ جو شخص گناہوں کے پچھلے اثر کے مٹانے اور جذبات کو دبانے میں لگا ہوا ہو گا اور اس کام سے فارغ ہو کر توبہ کی طرف توجہ کرے گا اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ صرف منہ سے توبہ توبہ کرے گا بیوقوفی نہیں تو اور کیا ہے؟ توبہ منہ سے توبہ توبہ کرنے کا نام نہیں بلکہ گناہوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی طرف بہ تمام توجہ جھک جانے کا نام ہے اور اگر اس فعل سے خدا نہیں ملے گا تو اور کس چیز سے ملے گا؟

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 201 آن لائن ایڈیشن)

اخبار احمدیہ الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/نومبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کیلئے مقرر کئے جائیں ..... جس میں..... تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1891ء میں جبکہ آپؑ کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کی وجہ سے پورے ملک میں مخالفت کا ایک طوفان کھڑا ہو چکا تھا باذنِ الٰہی جلسہ سالانہ قادیان کا اعلان فرمایا۔ آپؑ نے اپنی کتاب ''آسمانی فیصلہ'' کے اشتہار میں جو بعنوان ''اطلاع'' شائع شدہ ہے جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد اور اس کے فوائد عظیمہ کا ذکر فرمایا۔ ادارہ بدر اس اشتہار کا مکمل متن قارئین بدر کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

اطلاع

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروانہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر یک کیلئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کیلئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کیلئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے ہرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کیلئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت وعدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ رَبانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کیلئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر آجاوے گا گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا اور بہتر ہوگا کہ جو صاحب احباب میں سے اس تجویز کو منظور کریں وہ مجھ کو ابھی بذریعہ اپنی تحریر خاص کے اطلاع دیں تا کہ ایک علیحدہ فہرست میں ان تمام احباب کے نام محفوظ رہیں کہ جو حتی الوسع والطاقت تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے کے لئے اپنی آئندہ زندگی کے لئے عہد کر لیں اور بدل وجان پختہ عزم سے حاضر ہو جایا کریں بجز ایسی صورت کے کہ ایسے موانع پیش آجائیں جن میں سفر کرنا اپنی حد اختیار سے باہر ہو جائے اور اب جو ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا۔ اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

(آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 375)

سیّدا! ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیاں

کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

سیّدا! ہے آپ کو شوقِ لقائے قادیاں	ہجر میں خوں بار ہیں یاں چشمہائے قادیاں
سب تڑپتے ہیں کہاں ہے زینتِ دارالاماں	رونقِ بستانِ احمد دل ربائے قادیاں
جان پڑ جاتی تھی جن سے وہ قدم ملتے نہیں	قالبِ بے روح سے ہیں کوچہ ہائے قادیاں
فرقتِ مہ میں ستارے ماند کیسے پڑ گئے	ہے نرالا رنگ میں اپنے سماءِ قادیاں
وصل کے عادی سے گھڑیاں ہجر کی کٹتی نہیں	بارِ فرقت آپ کا کیونکر اٹھائے قادیاں
روح بھی پاتی نہیں کچھ چین قالب کے بغیر	ان کے منہ سے بھی نکل جاتا ہے ہائے قادیاں
ہو وفا کو ناز جس پر جب ملے ایسا مُطاع	کیوں نہ ہو مشہورِ عالم پھر وفائے قادیاں
کیوں نہ تڑپا دے وہ سب دنیا کو اپنے سوز سے	درد میں ڈوبی نکلتی ہے صدائے قادیاں

درعدن ایڈیشن 2008 صفحہ 1-4

وقف جدید کا مالی سال قریب الاختتام ہے!

وقف جدید کا مالی سال جو یکم جنوری سے شروع ہو کر 31 دسمبر کو اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اسکے اختتام میں بہت کم عرصہ رہ گیا ہے لہذا تمام مجاہدین وقف جدید بھارت سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں اور ذی حیثیت احباب جس قدر ممکن ہو اپنے وعدہ جات سے بڑھ کر بھی ادائیگی کی کوشش کریں۔

جماعت کے تمام افراد بڑے بچے عورتیں ہر عمر کے لوگ اس مالی قربانی میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وقف جدید کے اس مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم سب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔

تمام عہدیداران جماعت مبلغین و معلمین کرام سے تعاون اور دعاؤں کی درخواست ہے۔

(ناظم مال وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان)

خطبہ جمعہ

’’ہمارے دین کی سادگی تو ایسی شے ہے کہ جس پر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہے اور خواہش کی ہے کہ کاش ان کے مذہب میں یہ ہوتی اور انگریزوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لے کر اختیار کیے ہیں مگر اب رسم پرستی کی خاطر وہ مجبور ہیں۔ترک نہیں کر سکتے‘‘(حضرت مسیح موعودؑ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک فعل اپنے اندر سادگی اور بے تکلّفی کا رنگ رکھتا تھا(حضرت مصلح موعودؓ)

اگر ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سادگی کے کامل نمونہ تھے تو دوسری طرف سادہ زندگی میں بھی آپؐ دنیا کے لیے ایک نمونہ تھے۔یعنی ہر معاملہ میں آپؐ ایک نمونہ تھے

اللہ اللہ! کیسی سادہ زندگی ہے کہ دو دو ماہ تک آگ ہی نہیں جلتی اور صرف کھجور اور پانی یا دودھ پر گزارہ ہوتا ہے۔اس طریقِ عمل کو دیکھ کر مسلمانوں کو شرمانا چاہیے (حضرت مصلح موعودؓ)

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک طرف سادگی کا نمونہ تھے تو دوسری طرف رہبانیت کو بھی ناپسند فرماتے تھے اور اگر اعلیٰ سے اعلیٰ غذا آپؐ کے سامنے پیش کی جاتی تھی تو اسے بھی استعمال فرماتے تھے۔اور یہ نہیں کہ نفس کُشی کے خیال سے اعلیٰ غذاؤں سے انکار کر دیں اور یہی کمال ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں پر فضیلت دیتا ہے کیونکہ آپؐ کُل دنیا کے لیے آئے تھے نہ کہ صرف کسی خاص قوم یا خاص گروہ کے لیے (حضرت مصلح موعودؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دن بھی تو آئے جب آپ کو فاقے کرنے پڑے مگر کیا جب فاقہ کے دن آئے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خدا سے یہ کہا کہ مجھے فاقے کیوں آرہے ہیں؟ جو شخص فاقہ میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے کیوں فاقہ آیا ہے وہ مستحق ہے اس بات کا کہ دنیا کی ہر نعمت اس کو دی جائے کیونکہ وہ ہر حالت پر خوش ہے۔وہ اپنے آقا سے بطور حق کے کچھ نہیں مانگتا۔جب دینے والا کچھ دے دیتا ہے تو وہ لے لیتا ہے اور استعمال کرتا ہے اور جب نہیں دیتا تو اس کی زبان پر کوئی شکوہ نہیں آتا (حضرت مصلح موعودؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین دن متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور یہی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک رہی(حضرت عائشہؓ)

ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اگر اچھے کھانے کھاتے ہیں وہ اس وقت اگر غریبوں کا خیال بھی دل میں لے آیا کریں اور ان کے لیے صدقہ نکال دیا کریں اور ان کی مدد کے لیے کچھ رقم نکال دیا کریں تو ہم کئی غریبوں کے پیٹ بھر سکتے ہیں۔یہاں ان ملکوں میں رہنے والے بہرحال ان ملکوں سے اور وہاں کے لوگوں سے بہتر حالات میں ہیں جو غریب ممالک ہیں۔پس ہمیں ان کی مدد بھی کرنی چاہیے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑوں میں جس قدر سادگی اختیار کرتے تھے اس میں سے تغیّرِ زمانہ کے حصہ کو اگر منہا بھی کر دیا جائے تب بھی وہ بہت بڑی سادگی ہے (حضرت مصلح موعودؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہت سادہ تھی اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر ساری دنیا کی ترقی کا سامان ہو ہی نہیں سکتا (حضرت مصلح موعودؓ)

خوراک میں جہاں سادگی کی نصیحت آپؐ نے فرمائی ہے وہاں کھانے کے آداب بھی بتا دیے ہیں کہ بھوک چھوڑ کر کھاؤ۔اتنا نہ کھاؤ کہ سانس لینا بھی دشوار ہو جائے۔ معدے کی تکلیف والوں کو آج ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں اور یہی وہ مشورہ ہوتا ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا ہے

سادہ زندگی کی وجہ سے لوگ اس بات کے عادی ہوں گے کہ تکالیف کو برداشت کر سکیں اور اس وجہ سے باوجود تکلیف دہ ایام کے ان کو تکلیف کا کوئی احساس نہ ہوگا۔جیسے آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کے لوگوں کے نزدیک جو مشکلات ہیں وہ ہمارے لئے روزمرہ زندگی کا مشغلہ ہیں (حضرت مصلح موعودؓ)

تم کپڑے نہ ملنے کا افسوس نہ کرو۔صرف خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہو کہ ہمارے ملک میں غلّہ کم نہ ہو۔اگر غلّہ لوگوں کو میسّر آتا رہے تو اسلام جو زندگی پیش کرتا ہے اس کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر کوئی آفت نہیں آئی (حضرت مصلح موعودؓ)

لڑائیاں اس لیے ہو رہی ہیں کہ دوسروں کا مال چھینا جائے۔دوسروں کی زمینوں پہ قبضہ کیا جائے اور جیسا کہ مَیں پہلے کئی دفعہ کہہ چکا ہوں بڑھتی ہوئی جنگ کے حالات پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔اور اگر جنگ مزید وسیع ہوتی ہے تو یورپ بھی اور تمام دنیا بھی خوراک کے لحاظ سے مشکل دَور میں سے گزرے گی

افریقہ اور بعض کم ترقی یافتہ ممالک میں بھی یہ حال ہے کہ سادہ غذا پہ لوگوں کا گزارہ ہے اور ان کو سادہ غذا بھی مل جائے تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔وہ لوگ تو جنگ کے یہ حالات برداشت کر لیں گے لیکن یورپ اور یہ ترقی یافتہ ممالک برداشت نہیں کر سکیں گے اور یہ حالات ان کو بہت زیادہ پریشان کر دیں گے ہمیں بھی اپنی حالتوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور قناعت پیدا کرنی چاہیے۔سادہ زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ اور اسوہ کو سامنے رکھنا چاہیے۔آپؐ کی نصائح کو سامنے رکھنا چاہیے۔اچھا کھانا میسّر آئے ضرور کھائیں۔اچھی چیزیں میسّر آئیں ضرور پہنیں لیکن اس کے اوپر انحصار کرنا اور شور مچا دینا کہ مر گئے، یہ غلط چیز ہے

یہ دعا بھی ہمیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو ان آفات سے بچائے۔اور اپنی اناؤں کی وجہ سے یہ تباہی کے گڑھے میں گرنے کی کوشش کر رہی ہیں، ان سے بچیں کیونکہ اگر یہی حالات رہے تو جنگِ عظیم تو یقینی ہے اور پھر ان کی تباہی بھی یقینی ہے۔دوسروں کے مال اور زمین پر قبضہ کرنے کی بجائے ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے عوام کی خدمت کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے

قناعت اور سادگی کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/ اکتوبر 2026ء بمطابق 30/ اخاء 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر، ادارہ الفضل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی کے بارے میں، آپؐ کے سادہ رہن سہن کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ اس بارے میں اُس خطبہ میں مَیں نے آپؐ کے کھانے پینے میں سادگی اور کھانے کے طریق کے بارے میں بھی بیان کیا تھا اور اس طرح اَور باتیں بھی۔ اسی تسلسل میں آج کچھ اَور بھی بیان کروں گا کہ آپؐ کے سادہ رہن سہن کے کیا معیار تھے۔

ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک فعل اپنے اندر سادگی اور بے تکلّفی کا رنگ رکھتا تھا۔

جو لوگ اس زمانے کے امراء اور دولت مندوں کو دیکھنے کے عادی ہیں وہ تو خیال کرتے ہوں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کی طرح عمدہ عمدہ کھانے کھایا کرتے ہوں گے اور ایک شاہانہ دسترخوان آپؐ کے آگے بچھتا ہو گا لیکن وہ یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ واقعہ بالکل خلاف تھا اور

اگر ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سادگی کے کامل نمونہ تھے تو دوسری طرف سادہ زندگی میں بھی آپؐ دنیا کے لیے ایک نمونہ تھے۔ یعنی ہر معاملہ میں آپؐ ایک نمونہ تھے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے بھانجے حضرت عروہؒ سے فرمایا کہ اے میرے بھانجے! ہم لوگ تو دیکھا کرتے تھے یعنی ہمارے گھر میں عموماً یہ ہوتا تھا کہ ہلال کے بعد ہلال حتّٰی کہ تین ہلال دیکھ لیتے۔ یعنی چاند کے مہینے شروع ہوتے۔ ایک مہینہ آتا چاند کا۔ دوسرا مہینہ آتا اور دو ماہ گزر جاتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ جیسا کہ اس کی تفصیل مَیں نے گذشتہ خطبہ میں بیان کی تھی۔ سوال کرنے والے نے سوال کیا پھر آپ لوگ کیا کھاتے تھے؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ کھجور اور پانی کھا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔ ہاں اتنی بات تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد انصار ہمسایہ تھے اور ان کے پاس دودھ والی بکریاں تھیں وہ آپؐ کو ان کا دودھ ہدیہ کے طور پر دیا کرتے تھے اور آپؐ دودھ ہمیں پلا دیا کرتے تھے۔

اللہ اللہ! کیسی سادہ زندگی ہے کہ دو دو ماہ تک آگ ہی نہیں جلتی اور صرف کھجور اور پانی یا دودھ پر گزارہ ہوتا ہے۔ اس طریقِ عمل کو دیکھ کر مسلمانوں کو شرمانا چاہیے۔

بعض امیر لوگ جو ہیں، مسلمانوں میں بھی ہیں وہ کیونکہ آج کل اسی اکل و شرب کی مرض میں گرفتار ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی پھر جو کم حیثیت والے لوگ ہیں وہ بھی کوشش یہی کرتے ہیں کہ ہم کھانے پہ خرچ کریں اور کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خطبے میں فرمایا کہ اگر پوری طرح تحقیق کی جائے تو مسلمانوں کا روپیہ کھانے پینے میں ہی خرچ ہو جاتا ہے اور مقروض رہتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے آج کل بھی ایسے خطوط آتے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ خرچ کی ڈیمانڈز زیادہ ہو رہی ہوتی ہے وہ اس لیے ہو رہی ہوتی ہے کہ ہمارے کھانے کے جو معیار ہیں وہ اچھے نہیں ہیں۔ ہمیں اچھا ملنا چاہیے حالانکہ گزارہ کرنا چاہیے جو بھی اس کی آمد ہو۔ آپؓ نے لکھا ہے اس جگہ

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک طرف سادگی کا نمونہ تھے تو دوسری طرف رہبانیت کو بھی ناپسند فرماتے تھے اور اگر اعلیٰ سے اعلیٰ غذا آپؐ کے سامنے پیش کی جاتی تھی تو اسے بھی استعمال فرماتے تھے۔ اور یہ نہیں کہ نفس کُشی کے خیال سے اعلیٰ غذاؤں سے انکار کر دیں اور یہی کمال ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں پر فضیلت دیتا ہے کیونکہ آپؐ کُل دنیا کے لیے آئے تھے نہ کہ صرف کسی خاص قوم یا خاص گروہ کے لیے۔

اس لیے آپؐ کا ہر قسم کی خوبی میں کامل ہونا ضروری تھا اور اگر آپؐ ایک طرف سادہ زندگی میں کمال رکھتے تھے تو دوسری طرف طیب اشیاء کے استعمال سے بھی قطعاً اجتناب نہ فرماتے تھے لیکن عموماً آپؐ کا گزارہ سادہ زندگی پر ہی ہوتا تھا اور کھانا اس لیے کھاتے تھے کہ زندگی کا تعلق برقرار رہے اور کام کرنے کی طاقت پیدا ہوتی رہے۔

اسی بارے میں آپؓ مزید فرماتے ہیں کہ اب اس زندگی کو مجموعی حیثیت سے دیکھو کہ ایک انسان بادشاہ ہے۔ اسے سب کچھ نصیب ہے۔ اگر چاہے تو اچھے سے اچھے کھانے کھا سکتا ہے اور پُرتکلّف دسترخوان پر بیٹھ سکتا ہے لیکن باوجود مقتدرت کے وہ اسی بات پر کفایت کرتا ہے کہ کبھی تو کھجور اور پانی سے اپنی بھوک کو توڑ لیتا ہے اور کبھی جَو کی روٹی کھا کر گزارہ کر لیتا ہے اور کبھی گیہوں کی روٹی تو کھاتا ہے مگر وہ بے چھنے آٹے کی ہوتی ہے۔ پھر نہ اس کے سامنے کوئی بڑا دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔ نہ سینیوں میں کھانا چُنا جاتا ہے۔ بلکہ ایک معمولی دسترخوان پر سادہ کھانا رکھ کر کھا لیتا ہے اور باوجود ایسی سادہ زندگی بسر کرنے کے دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا کھانے والوں اور اپنے جسم کی پرورش کرنے والوں سے ہزار گُنا بڑھ کر کام کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں یہ نمونہ بھی دکھا دیا کہ ہر قسم کی اعلیٰ سے اعلیٰ غذائیں بھی استعمال فرما لیتے تھے مگر دوسری طرف اس سادہ زندگی سے ہمارے ان امراء کے لیے ایک نمونہ بھی قائم کر دیا جن کی زندگی کا انتہائی مقصد اعلیٰ خوراک اور پوشاک ہوتی ہے۔

(ماخوذ از سیرۃ النبی ﷺ، انوار العلوم جلد 1 صفحہ 567-564)

جیسا کہ بیان ہوا ہے اچھا کھانا بھی آپؐ تناول فرمایا کرتے تھے۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔ جعفر بن عمرو بن امیہ نے بتلایا کہ ان کے باپ نے ان سے بیان کیا۔ روایت والے کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ بکری کے شانے سے گوشت کاٹ کر کھا رہے تھے۔ اتنے میں آپؐ نماز کے لیے بلائے گئے تو آپؐ نے چھری وہیں پھینکی اور آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ حدیث 208 مترجم جلد 1 صفحہ 293، نظارت اشاعت)

وضو پہلے کیا ہوا تھا اس لیے ضروری نہیں تھا کہ وضو کیا جائے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”شریعتِ اسلام نے چھری سے کاٹ کر کھانے سے تو منع نہیں کیا۔“ آجکل رواج ہے ناں چھری کانٹے سے کھانے کا۔ ”ہاں تکلّف سے ایک بات یا فعل پر زور ڈالنے سے منع کیا ہے۔“ تکلّف نہیں ہونا چاہیے، سادگی ہونی چاہیے ”اس خیال سے کہ اس قوم سے مشابہت نہ ہو جاوے“ کیونکہ بعض قومیں صرف کھاتی ہی چھری کانٹے سے ہیں ”ورنہ یہ تو ثابت ہے کہ آنحضرتؐ نے چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا اور یہ فعل اس لئے کیا کہ تا اُمّت کو تکلیف نہ ہو۔ جائز ضرورتوں پر اس طرح کھانا جائز ہے مگر بالکل اس کا پابند ہونا اور تکلّف کرنا (اور کھانے کے دوسرے طریقوں کو حقیر جاننا) منع ہے کیونکہ پھر آہستہ آہستہ انسان کی نوبت تتبع کی یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کی طرح طہارت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔“ یعنی بعض قومیں ایسی ہیں کہ اگر ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ، تو جس طرح یہ لوگ طہارت نہیں کرتے اسی طرح نقل کرنے لگ جاؤ گے حالانکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ طہارت کرو تو اس طرح پھر یہی وقت آئے گا کہ جو چھوٹی چھوٹی باتیں اور دوسرے احکامات ہیں جو بظاہر چھوٹے لیکن بڑے ہیں، ان کو بھی پھر انسان چھوڑ دیتا ہے۔ اس لیے تکلّف نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں ضرورت پڑے تو کھانے میں حرج بھی کوئی نہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ سے مراد یہی ہے کہ التزاماً ان باتوں کو نہ کرے ورنہ بعض وقت ایک جائز ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہیں ہے۔“ دوسری قوموں کی جو نقل کرتے ہو تو پھر تم انہی میں سے ہو جاتے ہو۔ آپؑ نے فرمایا: ”جیسے کہ بعض دفعہ کام کی کثرت ہوتی ہے۔“ اپنے بارے میں فرمایا ”اور بیٹھے لکھتے ہوتے ہیں تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ کھانا میز پر لگا دو اور اس پر کھا لیتے ہیں اور“ پھر یہ نہیں کہ صرف میز پر ہی کھانا ہے، آپؑ نے فرمایا کہ ”صف پر بھی کھا لیتے ہیں۔ چارپائی پر بھی کھا لیتے ہیں۔ تو ایسی باتوں میں صرف گزارہ کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

تشبیہ کے معنے اس حدیث میں یہی ہیں کہ اس لکیر کو لازم پکڑ لینا ورنہ

ہمارے دین کی سادگی تو ایسی شے ہے کہ جس پر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہے اور خواہش کی ہے کہ کاش ان کے مذہب میں یہ ہوتی اور انگریزوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول ان لوگوں نے عرب سے لے کر اختیار کیے ہیں مگر اب رسم پرستی کی خاطر وہ مجبور ہیں۔ ترک نہیں کر سکتے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 49، ایڈیشن 2022ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک شادی اور دعوت ولیمہ

کا روایت میں یوں ذکر ملتا ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کر دیا اور پھر ان سے شادی کی۔ اس پر حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ ابو حمزہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا مہر دیا تھا؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ غلام کو آزاد کر دیا یہی مہر تھا اور اس سے شادی کر لی۔ آخر جب آپؐ ابھی راستے میں ہی تھے تو حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے حضرت صفیہؓ کو آپؐ کی خاطر آراستہ کیا اور رات کو آپؐ کے پاس انہیں بھیج دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو دولہا تھے اور آپؐ نے فرمایا: جس کے پاس کوئی چیز ہو وہ اسے لے آئے اور آپؐ نے چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا تو کوئی شخص تو کھجوریں لانے لگا اور کوئی گھی۔ راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے ستّو کا بھی ذکر کیا تھا۔ بہرحال کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے ان سب کو آپس میں ملا کر گوندھ دیا اور پھر سارے جو مہمان تھے وہاں بیٹھے، انہوں نے کھایا اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت ولیمہ تھا۔

(صحیح البخاری کتاب الصلوۃ باب ما یذکر فی الفخذ حدیث 371 مترجم جلد 1 صفحہ 475 تا 477 شائع کردہ نظارت اشاعت)

جیسا کہ گذشتہ خطبہ میں بھی ذکر ہو چکا ہے،

آپؐ چھوٹے سے چھوٹا تحفہ بھی قبول فرما لیا کرتے تھے۔

اس بارے میں ایک اَور روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کی ایک دَستی یا پایہ کھانے کی دعوت دی جائے تو مَیں اس دعوت کو ضرور قبول کروں۔ اور اگر بکری کی دَستی یا پایہ مجھے بطور ہدیہ بھیجا جائے تو مَیں اس کو ضرور لے لوں۔ یعنی چھوٹے سے چھوٹا

تحفہ بھی اگر خلوص سے بھیجا ہوا ہے تو ضرور لوں گا۔
(صحیح البخاری کتاب الھبہ باب القلیل من الھبہ روایت 2568 مترجم جلد 4 صفحہ 615 شائع کردہ نظارت اشاعت)

حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ تحریر کرتے ہیں۔ یہ بخاری کی حدیث ہے۔ اس کی شرح میں آپؓ لکھ رہے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ معمولی سی دعوت طعام یا ادنیٰ ساہدیہ بھی میں ردّ نہ کروں گا۔ طبرانی نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اُمّ حکیم الخُزَاعِیہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپؐ ہدیہ ناپسند فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا... ہدیہ کا ردّ کرنا بہت ہی مکروہ بات ہے۔ اگر مجھے پائے یا کُھر کی دعوت دی جائے تو مَیں وہ بھی قبول کرلوں۔ قرآن مجید نے ردّی شئے بطور ہدیہ قبول کرنا عمدہ اخلاق میں سے شمار فرمایا ہے۔'' اچھے اخلاق یہی ہیں کہ اگر معمولی چیز بھی ہدیہ کے طور پر دی جائے تو قبول کرو۔ ''معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام حکیم خُزَاعیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرنا چاہتی تھیں اور وہ گھبراتی تھیں کہ نامعلوم ان کا ہدیہ حضورؐ کی شان کے شایان ہے یا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوابات سے راستہ کھل گیا کہ تحفہ دینے والا اور تحفہ لینے والا یہ خیال نہ کرے کہ حقیر شئے ہے جس کا لینا دینا خلافِ شان ہے۔ آپؐ کے مذکورہ بالا ارشاد میں احساس مِہْتَرِی ''یعنی بڑا پن'' اور احساس کَہْتَرِی'' یعنی چھوٹا پن'' دونوں کا علاج ہے جو ایک ایسی لعنت ہے جس سے معاشرہ میں طبقاتی تفاوت پیدا ہوجاتا ہے۔ ایک طبقہ اونچا کہلاتا ہے اور دوسرا نیچا۔ اس تقسیم سے اجتماعی شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد سے تفاوت'' کو، اس فرق کو ''دور کر دینا چاہا۔ تَهَادَوْا وَتَحَابُّوْا۔'' (صحیح البخاری مترجم جلد 4 صفحہ 615 شائع کردہ نظارت اشاعت)
ایک دوسرے کو تحفے دو۔ آپس میں محبت بڑھاؤ۔ یہ ارشاد ہے۔

ہر ایک کی دعوت بھی آپؐ قبول فرمایا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک درزی نے کھانے کے لیے جو اس نے تیار کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مَیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں گیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جَو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا جس میں کدّو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے اطراف سے کدّو چن چن کر تناول فرما رہے ہیں۔ پس اس دن سے مَیں بھی کدّو پسند کرنے لگا۔
(شمائل النبی تالیف امام ترمذی صفحہ 62 روایت 155 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ '' ایک صحابی کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دفعہ دسترخوان پر گوشت پکا ہوا آیا جس میں کدّو پڑا ہوا تھا۔ تو آپؐ اپنے ہاتھ سے کدّو کے کتلے تلاش کر کر کے کھاتے تھے کیونکہ وہ آپؐ کو بہت مرغوب تھا'' پسند تھے '' مگر پھر وہ وقت بھی آیا جب آپ کو کھانا نصیب نہ ہوا۔ وہ شخص احمق ہے جو کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ گوشت کیوں کھایا۔ وہ شخص احمق ہے جو کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمدہ شہد کے شربت کیوں پیئے۔ وہ شخص احمق ہے جو کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی غذائیں کیوں کھائیں کیونکہ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاقے بھی کیے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پٹکے بھی باندھے ''یعنی بھوک سے جب نڈھال ہوتے تھے۔ ''ایسے دن بھی تو آپؐ پر آئے کہ ایک فقیر عورت آپ کے گھر میں مانگنے کے لئے آئی تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اس دن ہمارے گھر میں اپنے کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ آخر سارے گھر میں تلاش کرنے پر صرف ایک کھجور ملی اور وہ مَیں نے اس عورت کو دے دی۔ اس عورت نے وہ کھجور اپنے منہ میں رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کیے۔ اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں۔ اس نے آدھا ٹکڑا ایک بچی کو اور آدھا ٹکڑا دوسری بچی کو دے دیا۔ حضرت عائشہؓ اس سے بڑی متاثر ہوئیں اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا یا رسول اللہؐ! وہ بڑی بھوکی تھی مگر ہمارے گھر میں بھی کچھ نہ تھا صرف ایک کھجور ملی جو مَیں نے اس کو دے دی مگر یا رسول اللہؐ! وہ کھجور بھی اس نے خود نہیں کھائی بلکہ اس کے دو ٹکڑے کر کے اس نے ایک ٹکڑا اپنی ایک بیٹی کو دے دیا اور دوسرا ٹکڑا دوسری بیٹی کو دے دیا۔ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! اگر کسی کے گھر میں دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے تو خدا اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے۔ غرض

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ دن بھی تو آئے جب آپ کو فاقے کرنے پڑے۔ مگر کیا جب فاقہ کے دن آئے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خدا سے یہ کہا کہ مجھے فاقے کیوں آرہے ہیں؟''

آج کل ذرا سی کم خوراک مل جائے تو لوگ شور مچانے لگ جاتے ہیں۔

'' جو شخص فاقہ میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے کیوں فاقہ آیا ہے وہ مستحق ہے اس بات کا کہ دنیا کی ہر نعمت اس کو دی جائے کیونکہ وہ ہر حالت پر خوش ہے۔ وہ اپنے آقا سے بطور حق کے کچھ نہیں مانگتا۔ جب دینے والا کچھ دے دیتا ہے تو وہ لے لیتا ہے اور استعمال کرتا ہے اور جب نہیں دیتا تو اس کی زبان پر کوئی شکوہ نہیں آتا۔''
(خطبات محمود جلد 29 صفحہ 61 - 62)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت جب انسان بیان کرتا ہے، پڑھتا ہے یا سنتا ہے تو اس میں بیان کیے ہوئے ہر ایک واقعہ سے ہی تربیت اور حکمت اور نصیحت کے کئی پہلو نظر آجاتے ہیں

اور یہی ہمیں اس روایت میں بھی نظر آتا ہے۔
دیباچہ تفسیر القرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ

'' کھانے پینے میں آپؐ سادگی کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے تھے۔

کھانے میں کبھی نمک زیادہ ہوجائے یا نمک نہ ہو یا کھانا خراب پکا ہو تو آپؐ کبھی اظہارِ ناراضگی نہیں فرماتے تھے۔ جہاں تک ممکن ہوسکتا تھا آپؐ ایسا کھانا کھا کر پکانے والے کو دل شکنی سے بچانے کی کوشش کرتے تھے لیکن اگر بالکل ہی ناقابل برداشت ہوتا تو آپؐ صرف ہاتھ کھینچ لیتے تھے اور یہ ظاہر نہیں کرتے تھے کہ مجھے اس کھانے سے تکلیف پہنچتی ہے۔ جب آپؐ کھانا کھانے لگتے تو کھانے کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے اور فرماتے مجھے یہ تکبرانہ رویّہ پسند نہیں کہ بعض لوگ ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہیں'' اس بارے میں پچھلی دفعہ بھی مَیں نے بتایا تھا'' گویا وہ کھانے سے مستغنی ہیں۔ جب آپؐ کے پاس کوئی چیز آتی تو اپنے صحابہؓ میں بانٹ کر کھاتے۔ چنانچہ آپؐ کے پاس ایک دفعہ کچھ کھجوریں آئیں۔ آپؐ نے صحابہؓ کا اندازہ لگایا تو سات سات کھجوریں فی کس آتی تھیں۔'' بڑی سادہ زندگی گزر رہی ہے۔ سادہ ماحول ہے ''اس پر آپؐ نے سات سات کھجوریں صحابہؓ میں بانٹ دیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

ایک دفعہ آپؐ رستہ میں سے گزر رہے تھے کہ آپؐ نے دیکھا ایک بکری بھون کر لوگوں نے رکھی ہوئی ہے اور دعوت منا رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ان لوگوں نے آپؐ کو بھی دعوت دی مگر آپؐ نے انکار کر دیا۔ اس کی یہ وجہ نہیں تھی کہ آپؐ بھنا ہوا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ آپؐ کو اس قسم کا تکلّف پسند نہیں تھا کہ پاس ہی غرباء تو بھوکے پھر رہے ہوں اور ان کی آنکھوں کے سامنے لوگ بکرے بھون بھون کر کھا رہے ہوں۔ ورنہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ آپؐ بھنا ہوا گوشت بھی کھالیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین دن متواتر پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور یہی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک رہی۔''
(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 377-376)

ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اگر اچھے کھانے کھاتے ہیں وہ اگر اس وقت غریبوں کا خیال بھی دل میں لے آیا کریں اور ان کے لیے صدقہ نکال دیا کریں اور ان کی مدد کے لیے کچھ رقم نکال دیا کریں تو ہم کئی غریبوں کے پیٹ بھر سکتے ہیں۔ یہاں ان ملکوں میں رہنے والے بہرحال ان ملکوں سے اور وہاں کے لوگوں سے بہتر حالات میں ہیں جو غریب ممالک ہیں۔ پس ہمیں ان کی مدد بھی کرنی چاہیے۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ ہانی بنت ابو طالب کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپؐ بھوکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کھانا ہے جسے ہم کھائیں؟ انہوں نے عرض کی: سوکھی ہوئی روٹی کے ٹکڑوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ مَیں انہیں آپؐ کے سامنے پیش کروں۔ آپؐ نے فرمایا: وہی لے آؤ۔ بے تکلّفی ہے۔ سادگی ہے۔ آپؐ نے انہیں توڑ کر پانی میں بھگویا۔ وہ نمک لے آئیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا کوئی سالن ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے پاس سرکہ کے علاوہ اَور کچھ نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہی لے آؤ۔ آپؐ نے اسے کھانے پر انڈیلا اور اس میں سے کھایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر فرمایا: سرکہ کیا ہی عمدہ سالن ہے۔ اے ام ہانی! جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ غریب نہیں ہوتا۔ (المعجم الصغیر للطبرانی صفحہ 68-67 دار الکتب العلمیہ)

ایک دوسری روایت میں بھی آتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ سرکہ انبیاء کا سالن ہے۔
(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الاقتدام بالخل حدیث 3318)

حضرت ابو عبید اللہ بن علیؓ اپنی دادی حضرت سلمیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن جعفر ان کے پاس آئے اور کہا: ہمارے لیے کوئی کھانا تیار کریں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے اور اچھی طرح کھاتے تھے۔ تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! وہ اتنا سادہ کھانا ہے کہ اب ہمیں وہ کھانا پسند نہیں آئے گا۔ انہوں نے کہا: **کیوں نہیں! آپ ہمارے لیے ایسا کھانا تیار کریں۔ چنانچہ راوی کہتے ہیں کہ وہ اٹھیں، کچھ جَو لے کر پیسے پھر اسے ہنڈیا میں ڈالا، اس پر تھوڑا سا زیتون کا تیل ڈالا اور کچھ مرچیں اور گرم مصالحہ** پیس کر ڈالا اور ان کے سامنے پیش کیا اور فرمایا: یہ وہ کھانا ہے جو کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا جاتا تو آپؐ کو بہت پسند تھا۔

(شمائل النبی تالیف امام ترمذی صفحہ 67-66 روایت 171 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی کو گالی دیتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی آپؐ کے لیے کوئی کپڑا تہ کیا گیا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب لباس رسول اللہ ﷺ حدیث 3554)

آپؐ کے وہ اخلاق تو خیر تھے ہی۔ اصل جو بیان یہاں ہونا ہے وہ یہ ہے کہ کپڑا کوئی تہ کیا ہوا نہیں دیکھا۔ بڑی سادہ زندگی تھی یعنی صرف ایک جوڑا کپڑا ہوتا تھا دوسرا نہیں ہوتا تھا جو تہ کر کے آئندہ کے لیے رکھا جا سکتا۔ اور بعض اوقات اگر کپڑوں کو دھونا ضروری ہوتا تو آپؐ اسی طرح کپڑے کو پہن کے باہر تشریف لے جاتے کہ پانی کے سوکھنے سے پہلے پانی کا نشان بھی کپڑوں پر نظر آتا تھا۔

(سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانی جلد اول حصہ دوم صفحہ 193 مکتبہ الحرمین) (سنن النسائی کتاب الطھارۃ بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ مِنَ الثَّوْبِ حدیث 296)

یہ آپؐ کی سادگی کا وہ نمونہ ہے جسے کوئی صاحبِ حیثیت کبھی نہیں دکھا سکتا اور نہ کبھی کسی نے دکھایا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ حضرت عمرؓ نے عُطَارِدْ تَمِیمی کو ایک دھاری دار ریشمی جوڑا بازار میں بیچتے ہوئے دیکھا۔ یہ ایسا شخص تھا کہ بادشاہوں کے پاس بکثرت جاتا تھا اور ان سے انعام واکرام پاتا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! مَیں نے عُطَارِدْ کو بازار میں فروخت کے لیے ایک دھاری دار ریشمی جوڑا لیے ہوئے دیکھا ہے۔ اگر آپؐ وہ خرید لیں اور جب عرب کے وفود آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں آپؐ اسے پہن لیں تو اس کا بڑا اچھا اثر ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ آپؐ اسے جمعہ کے دن پہنیں۔ جمعہ والے دن بھی پہن لیا کریں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس دنیا میں ریشم وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ پھر بعد میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی دھاری دار جوڑے لائے گئے تو آپؐ نے ایک جوڑا حضرت عمرؓ کو بھی بھجوا دیا۔ ایک جوڑا حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اور ایک جوڑا حضرت علی بن ابی طالبؓ کو بھجوایا اور فرمایا: انہیں پھاڑ کر اپنی عورتوں کے لیے اوڑھنیاں بنالو یا ان کے کپڑے بنالو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنا جوڑا اٹھائے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے یہ بھجوایا۔ ریشمی جوڑا بھجوایا اور کل عُطَارِدْ کے جوڑے کے بارے میں آپؐ نے جو فرمایا تھا یعنی کہ غلط چیز ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ مجھے بھجوا دیا۔ یہ کیا وجہ ہے؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے یہ تمہیں اس لیے تو نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لیے بھیجا تھا کہ تم اس سے کوئی فائدہ حاصل کرلو یعنی اپنی عورتوں وغیرہ کو پہنا دو۔ جہاں تک اسامہ کا تعلق ہے جب وہ اپنا جوڑا پہنے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غور سے دیکھا تو وہ جان گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس فعل کو ناپسند فرمایا ہے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہیں کیونکہ آپؐ ہی نے مجھے یہ بھیجا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں نے یہ تمہیں اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لیے بھیجا تھا کہ تم اسے اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کر دو۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم لبس الحریر حدیث 3838 مترجم جلد 11 صفحہ 149 تا 151 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

گذشتہ خطبوں میں بھی ریشم پہننے کے بارے میں وضاحت کی تھی کہ یہ جاہ وحشمت کے اظہار کی نشانی ہے یا زینت کے اظہار کی نشانی ہے اور زینت صرف عورتوں کے لیے ہوتی ہے۔ مردوں کو اس قسم کی زینت نہیں کرنی چاہیے یا ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے جس سے تکبّر پیدا ہو۔ (فتح الباری جلد 10 صفحہ 351 آرام باغ کراچی)

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ عُطَارِدْ بن حَاجِب دیباج کا ایک کپڑا لے کر آئے جو انہیں کسریٰ نے پہنایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا مَیں اس کپڑا کو آپؐ کے لیے خرید نہ لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تو وہی شخص پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ (المعجم الکبیر جلد 23 صفحہ 216 مکتبہ ابن تیمیہ)

اس قیمتی چوغہ کا ذکر کر کے اور حضرت عمرؓ کے اس چوغہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند کرنے کے واقعہ کا ذکر کر کے حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بیان کیا ہے کہ

”لباس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر سادگی پسند فرماتے تھے کہ درحقیقت آج آپ کے حالات پڑھ کر مجھے تو شرم آجاتی ہے۔

گو آج کل حالات بدل گئے ہیں اور حالات کے ماتحت تبدیلیاں بھی کرنی پڑتی ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو محبت ہے اس کی وجہ سے حالات کی تبدیلی کے باوجود شرم آنے لگتی ہے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ایک چوغہ پسند آیا جو کوئی شخص بیچنے کے لئے لایا تھا۔ مَیں اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ! اسے خرید لیجئے، عید وغیرہ کے موقع پر پہننے کے کام آئے گا اور اچھا لگے گا۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میری یہ بات سن کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر سرخی آگئی، گویا آپؐ نے اسے بہت ناپسند فرمایا اور فرمایا یہ تو قیصر و کسریٰ والی باتیں ہیں عمر! یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے نہیں رکھیں...۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑوں میں جس قدر سادگی اختیار کرتے تھے اس میں سے تغیّرِ زمانہ کے حصہ کو اگر منہا بھی کر دیا جائے ”یعنی زمانہ بدل گیا ہے۔ اس زمانے کے وہ سادہ کپڑے آج کل تو نہیں“ تب بھی وہ بہت بڑی سادگی ہے۔

یہ بھی صحیح ہے کہ اس زمانہ میں کپڑا بہت کم ہوتا تھا اور اس لئے قیمتیں زیادہ تھیں اور اب بہت سستا ہے۔ اس زمانہ میں جو کپڑا امراء پہنتے تھے وہ آج غریبوں کو بھی میسّر ہے۔ جو آج غرباء کا لباس ہے وہ اس زمانہ میں امارت کی نشانی سمجھا جاتا تھا... تو یہ فرق بیشک دونوں زمانوں میں ہے ”فرق ہے بہت زیادہ۔ وقت بڑھ گیا، ترقی ہوگئی“ لیکن اس فرق کو منہا کر کے بھی دیکھا جائے ”اس فرق کو نکال بھی دیں“ تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہت سادہ تھی اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر ساری دنیا کی ترقی کا سامان ہو ہی نہیں سکتا۔“

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 845-844)

کیونکہ آپؐ نے ساری دنیا کی اصلاح کرنی تھی اس لیے بہرحال آپؐ نے ایک اعلیٰ ترین نمونہ قائم فرمانا تھا۔ لیکن ریشمی لباس کے علاوہ مردوں کو اچھا لباس پہننے سے بھی آپؐ نے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرّا برابر بھی تکبّر ہے۔ ایک آدمی نے کہا: انسان پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو۔ اس کا جوتا اچھا ہو۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے۔ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ بے شک لباس اچھے پہنو۔ جوتے اچھے پہنو۔ تکبّر یہ ہے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ لو۔ اس کی وجہ سے حق کا انکار کرنا یہ تکبّر ہے۔ اور لوگوں کو حقیر جاننا یہ تکبّر ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَبَيَانِهِ مترجم جلد 1 صفحہ 83 حدیث 123 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن) اچھا لباس بھی اگر پہننا ہے تو بے شک پہنو لیکن لوگوں کو حقیر نہ جانو، تکبّر نہ کرو اور حق کا انکار نہ کرو۔

ابو بُرْدَہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہؓ ہمارے پاس ایک چادر اور ایک موٹا تہ بند نکال کر لائیں اور کہنے لگیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپؐ نے یہی دو چادریں پہنی ہوئی تھیں۔

(صحیح البخاری کتاب اللباس باب الأكسية والخمائص حدیث 5818 مترجم جلد 14 صفحہ 242 شائع کردہ نظارت اشاعت)

اس کی مزید وضاحت ایک اَور حدیث میں اس طرح بھی ہے۔ یہ بھی بخاری کی حدیث ہے کہ ابو بُرْدَہ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک پیوند شدہ چادر ہمارے پاس باہر نکال کر لائیں اور کہا: اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی۔

(صحیح البخاری کتاب اللباس باب ما ذكر من درع النبي ﷺ... حدیث 3108 جلد 5 صفحہ 455 شائع کردہ نظارت اشاعت)

جو چادر تھی اس میں بھی پیوند لگے ہوئے تھے۔

حضرت سَمُرہ بن جُنْدُبؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ عمدہ ہیں اور اس میں اپنے مردہ کو کفن دو۔

(سنن الترمذی أَبْوَابُ الْأَدَبِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْبَيَاضِ حدیث 2810)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اگر تم آخرت میں مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو چاہیے کہ دنیا تمہارے لیے کسی سوار کے زادِ راہ کی طرح ہی ہو۔ اور مالداروں کی ہم نشینی سے بچو۔ اور کسی کپڑے کو اس وقت تک پہننا نہ چھوڑنا جب تک کہ اس کو پیوند نہ لگالو۔

(سنن الترمذی ابواب اللباس باب ما جاء فی ترقیع الثوب حدیث 1780)

سادگی کی عادت اپنے گھر والوں کو بھی ڈالی۔ یہ نصیحت اور نمونہ آپؐ نے غریبوں کے لیے بھی دے دیا اور گھر والوں کو اس کی مثال بنانے کی کوشش کی تا کہ کسی احساسِ کمتری میں کوئی غریب مبتلا نہ ہو اور مالداروں کو بھی نصیحت فرما دی کہ دکھاوے کے لیے لباس پہننا اور اس کا اظہار تمہیں آخرت کی یاد سے دُور لے جانے والی چیز ہے۔ اس لیے اچھا لباس بھی پہنو تو آخرت ہمیشہ یاد رہنی چاہیے اور پھر غریبوں کا خیال بھی دل میں ہمیشہ رہنا چاہیے۔ لباس میں تکبّر کی نفی کے بارے میں آتا ہے۔ سادہ لباس کی تلقین آپؐ نے اس لیے کی کہ تکبّر نہ آئے اور جس پہ انسان اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے لگے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ قیامت کے دن اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جس نے تکبّر سے اپنے تہ بند کو گھسیٹا۔

(صحیح البخاری کتاب اللباس باب مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ حدیث 5788 مترجم جلد 14 صفحہ 212 شائع کردہ نظارت اشاعت)

لمبا تہ بند پہننا بھی حرج کوئی نہیں۔ حضرت عمرؓ کو، حضرت ابو بکرؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تمہارا نہیں ہے کیونکہ تم تکبّر نہیں کرتے۔ لیکن جو لوگ تکبّر سے لمبا کپڑا پہنتے ہیں پھر گھسیٹتے ہیں ان کے لیے ہے۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قول النبی ﷺ، لو كنت متخذا خليلا، حدیث 3665 مترجم جلد 7 صفحہ 157-156، نظارت اشاعت)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبکہ ایک شخص اپنی دو چادروں میں تکبّر سے چل رہا تھا اور اپنے جی میں خوش ہو رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ پس وہ زمین میں قیامت کے دن تک دھنستا چلا جائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس و الزینۃ باب تحریم التبختر... حدیث 3881 مترجم جلد 11 صفحہ 180-179 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو انسان شہرت کا لباس دنیا میں پہنتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلّت کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں آگ بھڑکا دے گا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من لبس شهرة من الثياب حدیث 3607)

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے شہرت کا لباس پہنا یعنی جو لوگوں میں شہرت، نمائش یا دکھاوے کے لیے پہنا جائے اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرے گا یہاں تک کہ وہ اس کو اتار دے جب بھی وہ اتارے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب اللباس باب من لبس شهرة من الثياب حدیث 3608)

حضرت مِقْدَام بن مَعْدِيكَرِبؓ نے بیان کیا۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کسی شخص نے پیٹ سے زیادہ خراب برتن نہیں بھرا۔ ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں یعنی کہ پیٹ جو ہے وہ بھی ایک برتن ہے۔ اس کو بھرتے جاؤ تو اس میں خرابی ہی پیدا ہوتی جائے گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں کہ وہ اس کی کمر کو سیدھا رکھیں۔ کھانا اتنا کھاؤ جو تمہاری صحت برقرار رکھے اور پھر اگر لازمی ہو تو ایک تہائی اس کے کھانے کے لیے ہے۔ پیٹ بھر کے کھانا ملتا ہے تو پھر ایک تہائی جو تمہارا پیٹ ہے اس کو بھر کے کھاؤ۔ ایک تہائی معدے کو پینے کے لیے رکھو اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے رکھو۔

(سنن الترمذی ابواب الزهد باب ما جاء فی کراهية كثرة الاكل حدیث 2380)

خوراک میں جہاں سادگی کی نصیحت آپؐ نے فرمائی ہے وہاں کھانے کے آداب بھی بتادیے ہیں کہ بھوک چھوڑ کر کھاؤ۔ اتنا نہ کھاؤ کہ سانس لینا بھی دشوار ہوجائے۔ معدے کی تکلیف والوں کو آج ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں اور یہی وہ مشورہ ہوتا ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا جس میں دودھ اور شہد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو مشروب ایک ہی شربت میں اور ایک پیالے میں دو سالن ہیں۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے لیکن مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے دنیا کی زائد چیزوں کے بارے میں سوال کرے یعنی آپؐ کو اتنا برداشت بھی نہیں تھا کہ دودھ میں شہد گھول کر پیا جائے یا دو سالن کھائے جائیں۔ مَیں اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہوں۔ پس جو شخص اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ اور جو شخص تکبّر کرتا ہے اللہ اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔ اور جو میانہ روی اختیار کرتا ہے اللہ اسے غنی کر دیتا ہے۔ اور جو موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔

(المعجم الاوسط باب العین من اسمہ عیسیٰ روایت 4894 جلد 3 صفحہ 382 دارالفکر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”سادہ زندگی کی وجہ سے لوگ اس بات کے عادی ہوں گے کہ تکالیف کو برداشت کرسکیں اور اس وجہ سے باوجود تکلیف دہ ایام کے ان کو تکلیف کا کوئی احساس نہ ہوگا۔ جیسے آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کے لوگوں کے نزدیک جو مشکلات ہیں وہ ہمارے لئے روزمرہ زندگی کا مشغلہ ہیں۔“

یہ اس زمانے میں جب آپؓ بات کر رہے ہیں اور آج بھی یہی ہم دیکھتے ہیں ”اور جن کو وہ آفتیں اور مصیبتیں خیال کرتے ہیں وہ ہمارے نزدیک راحت اور آرام ہیں۔ اس لئے ان تکلیفوں کا ہمیں پتہ تک نہیں لگتا۔“ تیسری دنیا کے ملکوں میں چلے جائیں، غریب ملکوں میں چلے جائیں تو ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا بعض باتوں کا اور ہم یہ ذرا سی چیز نہ ہو تو شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ ”آخر لوگ آج کل کیا کہہ رہے ہیں یہی کہہ رہے ہیں کہ بڑی مصیبت آگئی۔ پہننے کے لئے اچھے کپڑے نہیں ملتے۔ مگر ایک مومن کے لئے یہ چیز ذرا بھی پریشانی کا باعث نہیں ہو سکتی۔“ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں ”تھوڑے ہی دن ہوئے بعض نے مجھ سے کہا کہ اب کپڑوں کا ملنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ میں نے کہا پھر کیا ہوا؟ مومن کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر کپڑا مل جائے تو وہ پہن لیتا ہے نہ ملے تو نہ سہی۔ پرانے کپڑوں سے پیوند لگا کر ہی گزارہ کر لیتا ہے۔ پھر مَیں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے کپڑوں کو پیوند لگے ہوا کرتے تھے کیا ہم ان سے بڑے ہیں کہ اپنے کپڑوں کو پیوند نہ لگا سکیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے جن کے پاس کپڑے بہت کم ہوا کرتے تھے قمیص ہوتی تھی تو پاجامہ نہیں ہوتا تھا۔ پاجامہ ہوتا تھا تو قمیص نہیں ہوتی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لڑکا تھا“ ایک واقعہ بیان کیا آپؓ نے کہ ”جس نے قرآن کریم کا بہت سا حصہ حفظ کیا ہوا تھا۔ ایک دفعہ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! فلاں جگہ لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے امام کی ضرورت ہے۔ آپؐ نے اس لڑکے کو ہی امام مقرر کر دیا۔“ اب جو مثال دی ہے آپؓ نے پاجامہ نہیں ہوتا تھا۔ آج کل کی دنیا کے جو معاشی حالات ہیں اور آج کل بھی یہی شور اٹھ رہا ہے مَیں نے جیسا کہ پہلے کہا کہ یہ نہیں ملتا، وہ نہیں ملتا۔ اور اگر عالمی جنگ شروع ہوگئی تو پھر پتہ نہیں اور بھی مزید کیا حالات خراب ہوں گے۔ بہرحال یہ ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔ اب میں لڑکے کی مثال دے رہا تھا تو آپؓ نے اس لڑکے کو بھیج دیا کہ جا کے نمازیں پڑھاؤ۔ اسی کو امام مقرر کر دیا۔ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگلی صفوں میں مرد ہوا کرتے تھے اور پچھلی صفوں میں عورتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ اس نے جماعت کرتے ہوئے“ نماز پڑھاتے ہوئے ”سجدہ سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہا تو ایک عورت نے اپنا سر پہلے اٹھالیا۔ اس لڑکے کا کُرتا چھوٹا تھا اور پاجامہ کوئی تھا نہیں۔ اس عورت کی اتفاقاً نظر جا پڑی اور اس نے دیکھا کہ وہ ننگا ہو رہا ہے۔ شروع شروع کا زمانہ تھا۔ اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ ارے لوگو اپنے امام کا ستر تو ڈھانکو۔ آخر لوگوں نے چندہ کر کے اسے تہبند بنوا کر دیا“ کپڑا نیچے باندھنے کے لیے دے دیا۔ آپؓ فرماتے ہیں: ”اب کیا تم سمجھتے ہو کہ اس لڑکے کی عزت تہبند نہ ہونے کی وجہ سے کم تھی۔ آج جو دنیا میں بڑے بڑے مالدار اور معزز لوگ دکھائی دیتے ہیں ان سے یقیناً اس لڑکے کی عزت زیادہ تھی بلکہ خدا کے نزدیک وہ ہر ایسے مالدار سے جو تقویٰ میں اس سے کم درجہ پر تھا زیادہ معزز تھا۔ ہم کسی بڑے سے بڑے مالدار کو بھی آج رضی اللہ عنہ نہیں کہتے بلکہ اگر کوئی ہمیں رضی اللہ عنہ کہنے پر مجبور بھی کرے تو ہم نہیں کہیں گے مگر اس لڑکے کے نام پر ہم سب رضی اللہ عنہ کہنے پر مجبور ہیں۔ اگر آج کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی کوئی شخص گالی دے تو ایک مومن کا دل نہیں دُکھتا لیکن اگر اس لڑکے کو کوئی شخص گالی دے تو ایک مومن کا دل زخمی ہوجاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ لڑکا ہمارے محبوب آقا کا صحابی تھا۔ اس لئے ہمارے نزدیک دنیا کے کسی بادشاہ کی بھی وہ عزت نہیں جو اس لڑکے کی ہے۔ پس“ آپؓ فرماتے ہیں کہ ”میں نے ان دوستوں کو جواب دیا کہ

تم کپڑے نہ ملنے کا افسوس نہ کرو۔ صرف خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتے رہو کہ ہمارے ملک میں غلّہ کم نہ ہو۔ اگر غلّہ لوگوں کو میسّر آتا رہے تو اسلام جو زندگی پیش کرتا ہے اس کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر کوئی آفت نہیں آئی۔

روٹی ایسی چیز ہے جو انسان کی زندگی کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اس میں کمی نہ آئے تو کوئی تکلیف انسان کو نہیں ہوسکتی۔ باقی جس قدر چیزیں ہیں وہ سب زوائد ہیں۔ ملیں یا نہ ملیں کوئی بات نہیں۔ آج کل ولایت میں ایک کالی روٹی کہلاتی ہے“ اس زمانے کی بات ہے جب آپ نے یہ کہا۔ جنگ عظیم دوم کا زمانہ تھا ”جس میں کچھ غلّہ اور کچھ دوسری چیزیں ملی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ بڑا شور مچاتے ہیں کہ ہمیں کھانے کے لیے کالی روٹی ملتی ہے۔“ اس وقت بریڈ جو بنتی تھی کالی ہوتی تھی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ”حالانکہ ہمارے ہاں لوگ باجرے کی خالص روٹی کھاتے ہیں اور انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ان کے ہاں آٹے میں اگر ذرا سی بھی ملاوٹ ہوجائے“ یعنی ولایت میں رہنے والے لوگوں کی، یورپ میں رہنے والے لوگوں کی، ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والے لوگوں کی روٹی میں ملاوٹ ہوجائے ”تو وہ شور مچا دیتے ہیں کہ ہم پر آفت آگئی، ہم مرگئے، ہمیں کالی روٹی کھانے کے لئے مل رہی ہے۔“ تو یہ جنگ عظیم کے زمانے کی آپؓ نے بات کی ہے۔

بہرحال آپؓ فرماتے ہیں: ”لیکن ہمارے ملک میں کروڑوں کروڑ لوگ ایسے ہیں جو باجرہ اور جوار کھاتے ہیں بلکہ بعض علاقوں میں مَدَّھْل“ ایک اناج جس کے دانے باریک ہوتے ہیں اس ”کی روٹی کھائی جاتی ہے۔“ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ”میں نے خود مَدَّھْل کی روٹی استعمال کی ہے۔ بڑی سخت ہوتی ہے۔ اس کا دانہ اتفاقاً پیدا ہوجاتا ہے اور قحط کے زمانہ میں لوگ اسے استعمال کیا کرتے ہیں مگر ہمارے ہاں باجرہ یا جوار یا مَدَّھْل کھا کر لوگ شور نہیں مچاتے کہ ان کے لئے کس قدر مصیبت کا سامان پیدا ہوگیا لیکن یورپ کے لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ آج بھی ہم سے بہتر کھانے کھاتے ہیں مگر شور یہ مچا رہے ہیں کہ سخت مصیبت آگئی۔ یہ تکلیف ان کو اسی وجہ سے ہے کہ انہوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ اگر وہ عمل کرتے تو وہ اپنی روٹی کو زیادہ سے زیادہ سادہ بناتے۔ اپنے لباس کو زیادہ سے زیادہ سادہ بناتے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوتی بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ لڑائی بھی نہ ہوتی کیونکہ لڑائی اسی لئے ہو رہی ہے کہ بعض قومیں دوسروں کا مال چھیننا چاہتی ہیں۔“

(خطبات محمود جلد 24 صفحہ 172 تا 174)

آج کل بھی یہی حالات ہیں۔

لڑائیاں اس لیے ہو رہی ہیں کہ دوسروں کا مال چھینا جائے۔ دوسروں کی زمینوں پہ قبضہ کیا جائے اور جیسا کہ میں پہلے کئی دفعہ کہہ چکا ہوں بڑھتی ہوئی جنگ کے حالات پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اگر جنگ مزید وسیع ہوتی ہے تو یورپ بھی اور تمام دنیا بھی خوراک کے لحاظ سے مشکل دَور میں سے گزرے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس وقت کے ہندوستان کا ذکر کیا ہے۔ آپؓ نے مثال دی ہے۔ لیکن

افریقہ اور بعض کم ترقی یافتہ ممالک میں بھی یہ حال ہے کہ سادہ غذا پہ لوگوں کا گزارہ ہے اور ان کو سادہ غذا بھی مل جائے تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ وہ لوگ تو جنگ کے یہ حالات برداشت کرلیں گے لیکن یورپ اور یہ ترقی یافتہ ممالک برداشت نہیں کرسکیں گے اور یہ حالات ان کو بہت زیادہ پریشان کر دیں گے۔

پس

ہمیں بھی اپنی حالتوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور قناعت پیدا کرنی چاہیے۔ سادہ زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ اور اسوہ کو سامنے رکھنا چاہیے۔ آپؐ کی نصائح کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اچھا کھانا میسّر آئے ضرور کھائیں۔ اچھی چیزیں میسّر آئیں ضرور پہنیں لیکن اس کے اوپر انحصار کرنا اور شور مچا دینا کہ مرگئے، یہ غلط چیز ہے۔

یا بہرحال

یہ دعا بھی ہمیں کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو ان آفات سے بچائے۔ اور اپنی اناؤں کی وجہ سے یہ تباہی کے گڑھے میں بھی گرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان سے بچیں کیونکہ اگر یہی حالات رہے تو جنگِ عظیم تو یقینی ہے اور پھر ان کی تباہی بھی یقینی ہے۔ دوسروں کے مال اور زمین پر قبضہ کرنے کی بجائے ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے عوام کی خدمت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۲۰/ نومبر ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۸)

مجلس انصار اللہ بھارت کا 46واں سالانہ ملکی اجتماع قادیان دار الامان میں کامیابی سے منعقد ہوا

حسبِ منظوری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مجلس انصار اللہ بھارت کا چھیالیسواں (46واں) سالانہ ملکی اجتماع مورخہ 23/ تا 25/ اکتوبر 2026ء کو قادیان دار الامان میں نہایت شان و شوکت اور کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ الحمد للہ۔ اس سہ روزہ بابرکت اجتماع کا مرکزی موضوع ''اقامۃ الصلوٰۃ'' رکھا گیا تھا جس کے تحت تمام علمی و تربیتی پروگرام منعقد ہوئے۔

پہلا دن: 23/ اکتوبر 2026ء (بروز جمعۃ المبارک)

نمازِ تہجد، خصوصی درس اور اجتماعی دعا:

اجتماع کے تینوں ایام کا آغاز مسجد اقصیٰ اور مسجد مسرور میں باجماعت نمازِ تہجد سے ہوا۔ نمازِ فجر کے بعد مسجد اقصیٰ، مسجد مبارک اور مسجد مسرور میں اجتماع کی مناسبت سے خصوصی دروس دیے گئے، جس کے بعد اجتماعی تلاوتِ قرآن کریم کی گئی۔ صبح ساڑھے چھ بجے مزارِ مبارک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر محترم ناظر صاحب اعلیٰ قادیان نے اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں دفتر مجلس انصار اللہ بھارت (ایوانِ انصار) کی چھت پر محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے لوائے انصار اللہ لہرایا، مہمانوں کی چائے سے تواضع کی گئی اور صفِ اوّل و صفِ دوم کے انصار کے مابین ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔

پرچم کشائی اور افتتاحی تقریب:

صبح ٹھیک 9 بجے اجتماع گاہ میں پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی۔ خاکسار (صدر مجلس انصار اللہ بھارت) نے لوائے انصار اللہ لہرایا اور اجتماعی دعا کروائی، جس کے دوران "رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" کی دعا دہرائی گئی۔ اس تقریب میں بطور مہمانِ خصوصی مکرم نیاز احمد نائیک صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت) شریک ہوئے۔

افتتاحی اجلاس کا باقاعدہ آغاز خاکسار کی زیرِ صدارت ہوا جس میں تینوں مرکزی انجمنوں کے افسرانِ صیغہ جات اور ملک بھر سے آئے ہوئے تقریباً 1000 انصار نے شرکت کی۔ تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ مکرم محمد نور الدین صاحب (قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ بھارت) نے پیش کیا، جس کے بعد خاکسار نے عہدِ انصار اللہ دہرایا۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اور سالانہ رپورٹ:

امسال بھی سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اراکینِ مجلس انصار اللہ بھارت کے نام محبت بھرا روح پرور پیغام مرحمت فرمایا، جسے خاکسار نے پڑھ کر سنایا اور تمام حاضرین میں موقع پر ہی تقسیم بھی کیا گیا۔ بعد ازاں مکرم نصر من اللہ صاحب (قائد وقفِ جدید مجلس انصار اللہ بھارت) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔

مکرم طاہر احمد چیمہ صاحب (قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت) نے سالانہ رپورٹ 2026ء پیش کی، جس کے اہم اعداد و شمار ایل ای ڈی (LED) اسکرین پر بھی دکھائے گئے۔ مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب (صدر موازنہ کمیٹی) نے ملک بھر میں نمایاں کارکردگی دکھانے والی مجالس اور بہترین ناظمینِ اضلاع کے ناموں کا اعلان کیا۔

صدارتی خطاب اور رسمِ اجراء کتب:

خاکسار نے اپنے صدارتی خطاب میں سورۃ الفرقان کی آیات، احادیثِ نبویؐ اور سیدنا حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں ''عباد الرحمٰن'' کی صفات اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔ اسی اجلاس میں مجلس کے سالانہ لائحہ عمل کے تحت شائع ہونے والے مختلف علاقائی زبانوں کے پاکٹ سائز کتابچہ ''نماز مترجم'' اور ماہنامہ ''انصار اللہ'' کے خصوصی نمبر بعنوان ''اقامۃ الصلوٰۃ'' کی تقریبِ رونمائی بھی عمل میں آئی۔ دعا کے ساتھ افتتاحی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مقابلہ حسنِ قرأت، خطبہ جمعہ اور خصوصی نشست:

افتتاحی تقریب کے بعد معیارِ اوّل و دوم کے انصار کا مقابلہ حسنِ قرأت ہوا اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ نمازِ جمعہ و عصر پنڈال اور مساجد میں ادا کی گئیں۔ سہ پہر 3:30 بجے بستانِ احمد میں ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ شام 5:30 بجے پنڈال میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ براہِ راست سنا گیا۔

رات 8:30 بجے بعنوان ''اقامۃ الصلوٰۃ'' ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی جس میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی قادیان بطور مہمانِ خصوصی شریک ہوئے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ، صحابہ کرامؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام و صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے نمازِ باجماعت کے التزام کی تلقین فرمائی۔

مجلسِ شوریٰ (پہلی نشست):

رات 9:30 بجے خاکسار کی زیرِ صدارت مجلسِ شوریٰ کی پہلی نشست منعقد ہوئی۔ مکرم قمر الحق خان صاحب (نائب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان) نے تلاوت کی۔ مکرم طاہر احمد بیگ صاحب (معاون صدر برائے شوریٰ) نے گزشتہ شوریٰ کی منظور شدہ تجاویز کی تعمیلی رپورٹ پیش کی، جبکہ مکرم ڈاکٹر جاوید احمد لون صاحب (منتظم شوریٰ) نے رواں سال کا ایجنڈا اور ردشدہ تجاویز کی تفصیل پڑھ کر سنائی۔ ایجنڈے میں شامل تین تجاویز پر غور کے لیے دو سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

لائیو اسٹریمنگ (Live Streaming):

حسبِ منظوری اجتماع کے اہم اجلاسات کی براہِ راست نشریات کا انتظام کیا گیا تھا جس سے قادیان نہ آسکنے والے بزرگ انصار نے گھروں میں بیٹھ کر استفادہ کیا۔ افتتاحی تقریب کو 700 جبکہ شب کی خصوصی نشست کو 339 اراکین نے آن لائن دیکھا۔

دوسرا دن: 24/ اکتوبر 2026ء (بروز ہفتہ)

مقابلہ نظم خوانی اور خصوصی تربیتی سیشن:

صبح 9 بجے معیارِ اوّل و دوم کا مقابلہ نظم خوانی ہوا جس کے اختتام پر اول، دوم اور سوم آنے والوں کو انعامات دیے گئے۔ صبح 10:30 بجے مکرم طاہر احمد صاحب طارق (نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت) کی زیرِ صدارت خصوصی تربیتی سیشن ہوا۔ مکرم قمر الحق خان صاحب کی تلاوت کے بعد مکرم ایچ شمس الدین صاحب (قائد تربیت) نے ''اقامۃ الصلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ'' کے عنوان پر، جبکہ مکرم ایم ناصر احمد صاحب (نائب صدر برائے تربیتی امور) نے ''رشتہ ناطہ کے مسائل کا حل جماعتی تعلیمات کی روشنی میں'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔ صدارتی کلمات کے ساتھ یہ نشست اختتام پذیر ہوئی جسے آن لائن 687 اراکین نے ملاحظہ کیا۔

مقابلہ پیغام رسانی اور ورزشی مقابلے:

دوپہر 12 تا 1 بجے مقابلہ پیغام رسانی منعقد ہوا جس میں 12 ٹیموں نے حصہ لیا۔ نمازِ ظہر و عصر اور ظہرانے کے بعد سہ پہر 3 بجے بستانِ احمد میں صفِ اوّل و دوم کے انصار کے مابین مختلف ورزشی مقابلے ہوئے اور کامیاب کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

خصوصی مذاکرہ بعنوان ''ہماری صحت'' اور ڈاکیومنٹری:

نمازِ مغرب و عشاء اور عشائیہ کے بعد رات 8 بجے طبی آگاہی کے لیے ایک خصوصی مذاکرہ بعنوان ''ہماری صحت'' منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی میزبانی مکرم ڈاکٹر جاوید احمد لون صاحب (ناظر دیوان قادیان) نے کی جبکہ مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب (ایس ایم او، نور ہسپتال قادیان) بطور ماہر طب شریک ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے چالیس سال کی عمر کے بعد جسمانی تبدیلیوں، متوازن غذا، ورزش کی اہمیت، جنک فوڈ سے پرہیز اور ذیابیطس (شوگر) سمیت دیگر امراض سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر پر روشنی ڈالی اور حاضرین کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے۔ اس موقع پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے صحت و ورزش سے متعلق ارشادات پر مبنی ویڈیو کلپس بھی دکھائے گئے۔

اس کے بعد ''نماز کی اہمیت و برکات'' پر ایک بصیرت افروز ڈاکیومنٹری دکھائی گئی جس میں نمازِ باجماعت کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ میں برپا ہونے والے روحانی انقلاب کو اجاگر کیا گیا۔

تیسرا دن: 25/ اکتوبر 2026ء (بروز اتوار)

فائنل مقابلہ جات، مذاکرہ فقہی مسائل اور کوئز:

صبح کے سیشن میں رنگ اور بیڈمنٹن کے فائنل مقابلے ہوئے اور جیتنے والوں کو انعامات سے نوازا گیا۔ ناشتے کے بعد 8:45 بجے مقابلہ مشاہدہ و معائنہ اور بعد ازاں معیارِ اوّل و دوم کا مقابلہ تقاریر منعقد ہوا جس میں نمایاں پوزیشن پانے والوں کو انعامات دیے گئے۔

صبح 11 بجے مکرم طاہر احمد بیگ صاحب کی میزبانی میں ''فقہی مسائل بابت نماز'' کے عنوان پر ایک خصوصی مذاکرہ ہوا جس میں مکرم منصور احمد صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان) اور مکرم سید کلیم احمد صاحب (قاضی سلسلہ نظامت دار القضاء) نے نماز سے متعلق اہم فقہی مسائل کی وضاحت فرمائی۔ دوپہر 12:15 بجے مکرم سید کلیم احمد عجب شیر صاحب (قائد اشاعت) کی نظامت میں 4 منتخب ٹیموں کے مابین دلچسپ کوئز مقابلہ ہوا جس میں حاضرین سے بھی سوالات کیے گئے اور صحیح جواب دینے والوں کو انعامات دیے گئے۔

اختتامی تقریب اور صدارتی خطاب:

شام 4:45 بجے اجتماع گاہ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیرِ صدارت اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اسٹیج پر محترم ایڈیشنل ناظر صاحب اعلیٰ جنوبی ہند، محترم صدر صاحب انجمن تحریکِ جدید، محترم وکیل الاعلیٰ صاحب تحریکِ جدید اور خاکسار صدر مجلس انصار اللہ بھارت موجود تھے۔ تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ مکرم مولوی کے اے ظفر اللہ صاحب نے پیش کیا، خاکسار نے عہدِ انصار اللہ دہرایا اور مکرم رفیق احمد صاحب مدراسی (مبلغ سلسلہ تامل ناڈو) نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' خوش الحانی سے پڑھا۔ مکرم مولوی رفیق احمد بیگ صاحب (صدر اجتماع کمیٹی) نے جملہ شاملین و کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔

صدرِ اجلاس محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی نے قرآنِ کریم کی آیت قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا کی تلاوت کے بعد خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سیدنا حضور انور کی منظور کردہ سالانہ تھیم ''اقامۃ الصلوٰۃ'' کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم اس اہم فریضہ کو کماحقہ ادا کرنے والے بنیں۔ آپ نے آیات و احادیث کی روشنی میں نمازِ باجماعت بالخصوص نمازِ فجر و عشاء کی حفاظت کی طرف خاص توجہ دلائی۔

تقریب کے اختتام پر موازنہ مجالس (معیار الف، ب، ج) میں اول، دوم، سوم آنے والی اور خصوصی انعام کی حقدار مجالس کو اسناد دی گئیں۔ صدرِ اجلاس کی دعا اور فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ یہ تین روزہ سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

مجلسِ شوریٰ کا اختتامی اجلاس:

رات 8 بجے خاکسار کی زیرِ صدارت مجلسِ شوریٰ کا دوسرا اور آخری اجلاس منعقد ہوا۔ حاضری اور دعا کے بعد تربیتی و تبلیغی سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی جس پر 9 ممبران نے آراء کا اظہار کیا اور خاکسار کی وضاحت کے بعد کثرتِ رائے سے رپورٹ منظور کر لی گئی۔ بعد ازاں مالی سب کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی اور 4 ممبران کی آراء و وضاحت کے بعد شوریٰ کی کارروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

حضرت خلیفہ اولؓ — آگ سے ہمیں مت ڈراؤ:

معجزوں کو انبیاء ہی زیادہ جان سکتے ہیں۔ ہم میں سے بیسیوں اشخاص اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ جب کتاب نور الدین لکھ رہے تھے، تو اس میں آپ نے لکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا جو ذکر ہے، اس سے مراد لڑائی کی آگ ہے۔ آپ نے خیال کیا کہ آگ میں پڑ کر زندہ بچنا تو بہت مشکل ہے، اس لئے آگ سے مراد لڑائی کی آگ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ان دنوں بسراواں کی طرف سیر کو جایا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے میں بھی ساتھ تھا کسی نے چلتے ہوئے کہا کہ حضور بڑے مولوی صاحب نے بڑا لطیف نکتہ بیان کیا ہے (جو لوگ عام طور پر عقلی باتوں کی طرف زیادہ راغب ہوں، وہ ایسی باتوں کو بہت پسند کرتے ہیں)۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تقریباً ساری سیر میں اس بات کا رد کرتے رہے اور فرمایا کہ میری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ ہمیں الہام ہوا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا سلوک کیا، تو کیا بعید ہے؟ کیا طاعون آگ سے کم ہے اور دیکھ لو کیا یہ کم مزہ ہے کہ چاروں طرف طاعون آئی مگر ہمارے مکان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھا۔ پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچا لیا ہو تو کیا بعید ہے؟ ہماری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ چنانچہ آپ نے کاٹ دیا۔ تو معجزات کے بارے میں انبیاء ہی کی رائے صحیح سمجھی جا سکتی ہے کیونکہ وہ ان کی دیکھی ہوئی باتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ آدھ آدھ گھنٹہ باتیں کرتا ہے، سوال کرتا اور جواب پاتا ہے، اس کی باتوں تک تو خواص بھی نہیں پہنچ سکتے، کجا یہ کہ عوام الناس جنہوں نے کبھی خواب ہی نہیں دیکھا اور اگر دیکھا ہو تو ایک دو سے زیادہ نہیں اور پھر اگر زیادہ بھی دیکھیں تو دل میں تردد رہتا ہے کہ شاید یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا نفس کا ہی خیال ہے۔ جو کہتے ہیں کہ ادھر ہم نے سونے کے لئے تکیہ پر سر رکھا اور ادھر یہ آواز آنی شروع ہوئی کہ دن میں تمہیں بہت گالیاں لوگوں نے دی ہیں، مگر فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور تکیے پر سر رکھنے سے لے کر اٹھنے تک اللہ تعالیٰ اس طرح تسلی دیتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بعض دفعہ ساری ساری رات یہی الہام ہوتا رہا ہے کہ "انی مع الرسول اقوم" میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔

دوسرے لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے، ہاں اللہ تعالیٰ کے بزرگ اور نیک لوگ ایک حد تک سمجھ سکتے ہیں، مگر اس حد تک نہیں جس حد تک نبی سمجھ سکتا ہے۔ نبی نبی ہی ہے، اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کلام ایسے رنگ میں ہوتا ہے کہ جس کی مثال دوسری جگہ نہیں مل سکتی۔ میرے اپنے الہام اور خواب اس وقت تک ہزار کی تعداد تک پہنچ چکے ہوں گے، مگر اس شخص کی ایک رات کے الہامات کے برابر بھی یہ نہیں ہو سکتے، جسے شام سے لے کر صبح تک "انی مع الرسول اقوم" کا الہام ہوتا رہا ہے۔ پھر ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کی عزت کریں، لیکن جب ہم ان کو انبیاء کے مقابلہ پر کھڑا کرتے ہیں، تو گویا خواہ مخواہ ان کی ہتک کراتے ہیں۔ ہر شخص کا اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی میں عام طور پر یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے؟ بعض لوگ کہتے تھے کہ بڑے مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور بعض چھوٹے مولوی صاحب یعنی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کا نام لیتے تھے۔ ہم اس پارٹی میں تھے جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو زیادہ محبوب سمجھتی تھی۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ دوپہر کے قریب کا وقت تھا، کیا موقع تھا یہ یاد نہیں۔ پہلے بھی کبھی شاید یہ واقعہ بیان کر چکا ہوں اور ممکن ہے اس میں موقعہ بھی بیان کیا ہو، مگر اس وقت یاد نہیں۔ میں گھر میں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھ سے یا حضرت اماں جان بھی شاید وہیں تھیں ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو احسانات ہیں، ان میں سے ایک حکیم صاحب کا وجود ہے۔ آپ بالعموم حضرت خلیفہ اول کو حکیم صاحب کہا کرتے تھے، کبھی بڑے مولوی صاحب اور کبھی مولوی نور الدین صاحب بھی کہا کرتے تھے۔ آپ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے اور فرمایا کہ ان کی ذات بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان ہے اور یہ ہمارا ناشکرا پن ہوگا اگر اس کو تسلیم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا عالم دیا ہے جو سارا دن درس دیتا ہے، پھر طب بھی کرتا ہے اور جس کے ذریعے ہزاروں جانیں بچ جاتی ہیں، اور آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ اسی طرح میرے ساتھ چلتے ہیں جس طرح انسان کی نبض چلتی ہے۔ پس ایسے شخص کا کوئی حوالہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مقابلہ میں پیش کیا جائے، یا مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں میرا نام دے دیا جائے، تو اس کے معنی سوائے اس کے کیا ہیں کہ ہم کو گالیاں دلوائی جائیں۔

خلفاء کی عزت اسی میں ہوتی ہے کہ متبوع کی پیروی کریں اور اگر عدم علم کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو جسے اس کا علم ہو اسے چاہئے کہ بتائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے، شاید آپ کو اس کا علم نہ ہو۔ پھر نقد کا علم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے بہت زیادہ دیا ہے اور مامورین کی باتوں کو سمجھنے کی دوسروں سے زیادہ اہلیت رکھتے ہیں۔ پھر اس بات پر غور کر کے ہم دیکھیں گے کہ کیا اس کے معنی وہی ہیں جو لوگ لیتے ہیں اور یقیناً نقد کے بعد ہم اس کو حل کر لیں گے اور وہ حل ننانوے فیصدی صحیح ہوگا۔

اس کو حل کرنے کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ ہم آپ کے مقابل پر ہوں گے اور آپ کے ارشادات کے مقابلہ میں نام لے کر ہماری بات پیش کی جائے۔ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا حوالہ پیش کرے تو آگے سے دوسرا میرا نام لے دے، تو اس کے معنی سوائے اس کے کیا ہیں کہ ہتک کرائی جائے؟ پس خواہ حضرت خلیفہ اول ہوں یا میں ہوں یا کوئی بعد میں آنے والا خلیفہ جب یہ بات پیش کر دی جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے، تو آگے سے یہ کہنا کہ فلاں خلیفہ نے یوں کہا ہے، غلطی ہے جو اگر عدم علم کی وجہ سے ہے تو سند نہیں ہو سکتی اور اگر علم کی وجہ سے ہے تو گویا خلیفہ کو اس کے متبوع کے مقابل پر کھڑا کرنا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اگر متبوع کے کسی حوالہ کی تشریح خلیفہ نے کی ہے، تو یہ کہا جائے کہ آپ اس کے یہ معنی کرتے ہیں، لیکن فلاں خلیفہ نے اس کے یہ معنی کئے ہیں؟ اس طرح خلیفہ نبی کے مقابلہ پر نہیں کھڑا ہوتا، بلکہ اس شخص کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے جو نبی کے کلام کی تشریح کر رہا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ضروری نہیں کہ خلفاء کو سب باتیں معلوم ہوں۔ کیا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو ساری احادیث یاد تھیں؟ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو ہم کو یاد نہیں اور دوسرے آکر بتاتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں، جن کے پاس یہ باتیں ہیں وہ اگر سنائیں تو بڑا احسان ہے۔

یہ ضروری نہیں کہ خلیفہ سب باتوں سے واقف ہو، اکثر لوگ جانتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول کتابیں بہت کم پڑھا کرتے تھے۔ میرے سامنے یہ واقعہ ہوا کہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ آپ مولوی صاحب کو پروف پڑھنے کے لئے کیوں بھیجتے ہیں؟ وہ تو اس کے ماہر نہیں ہیں اور ان کو پروف دیکھنے کی کوئی مشق نہیں۔ بعض لوگ اس کے ماہر ہوتے ہیں اور بعض نہیں۔ میں خطبہ دیکھتا ہوں مگر اس میں پھر بھی بیسیوں غلطیاں چھپ جاتی ہیں۔ آج ہی جو خطبہ چھپا ہے اس میں ایک سخت غلطی ہو گئی ہے، میں نے اصلاح تو کی تھی مگر اصلاح کرتے وقت پہلے فقرہ کا جو مفہوم میرے ذہن میں تھا، وہ دراصل نہ تھا۔ میں نے سمجھا کہ اس سے پہلے یہ فقرہ ہے کہ صرف انہی کا رستہ مسدود قرار دیا گیا ہے، اور میں نے اس کے بعد کے فقرہ میں کچھ غلطی رہ گئی تھی یوں درست کر دیا کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے۔ مگر چھپنے کے بعد جب میں نے پڑھا تو فقرہ بالکل اس کے الٹ تھا جو میں نے سمجھا تھا اور الفضل میں یہ فقرہ پڑھ کر میں حیران ہو گیا کہ کسی ایسے مدعی کے آنے کے رستہ کو مسدود قرار نہیں دیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے، اور اس طرح گویا اس کے یہ معنی ہو گئے کہ شرعی نبی تو آ سکتا مگر غیر شرعی نہیں! حالانکہ مراد یہ تھی کہ صرف ایسے مدعی کے آنے کا رستہ مسدود قرار دیا گیا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بعد کی نبوت بنا دے یعنی صرف شرعی نبی کی اور مستقل نبی کی روک کی گئی ہے۔ تو بعض لوگ پروف دیکھنے کے ماہر ہوتے ہیں اور بعض نہیں۔ میر مہدی حسین صاحب اس کے ماہر ہیں اور وہ ایسی باریک غلطیاں بھی پکڑ لیتے ہیں جو دوسرے سے یقیناً رہ جائیں۔ تو کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ مولوی صاحب تو اس کے ماہر نہیں ہیں، آپ ان کو پروف کیوں دکھاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو فرصت کم ہوتی ہے اور وہ بیمار وغیرہ دیکھتے رہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ پروف ہی پڑھ لیا کریں تا ہمارے خیالات سے واقفیت رہے، اور پھر پڑھنے کے باوجود یہ ضروری نہیں کہ ہر بات یاد ہو، مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام کے قتل کے متعلق ہی حوالے میں نہیں نکال سکا اور حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ نکال دیں۔ میرا حافظہ اس قسم کا ہے کہ قرآن کریم کی وہ سورتیں بھی جو روز پڑھتا ہوں ان میں سے کسی کی آیت نہیں نکال سکتا، لیکن دلیل کے ساتھ جس کا تعلق ہو، وہ خواہ کتنا عرصہ کیوں نہ گزر جائے مجھے یاد رہتی ہے۔ جن باتوں کا یاد رکھنا میرے کام سے تعلق نہ رکھتا ہو، وہ مجھے یاد نہیں رہتیں۔ حوالے میں سمجھتا ہوں کہ دوسروں سے نکلوا لوں گا، اس لئے یاد نہیں رکھ سکتا اور جو سورتیں روز پڑھتا ہوں، ان کی آیت سن کر بھی فوراً نہیں کہہ سکتا کہ فلاں سورۃ مکی ہے۔ ہاں بسم اللہ سے شروع کر کے ساری سورۃ پڑھوں تو پڑھ لوں گا، لیکن ایک آیت کے متعلق پتہ نہیں لگا سکتا کہ کہاں ہے۔ سوائے پانچ سات چھوٹی سورتوں کے یا سورۃ فاتحہ کے بڑی بڑی سورتیں جو یاد ہیں ان میں سے درمیان کا ٹکڑا سن کر حوالہ نہیں نکال سکتا۔ لیکن یوں بات یاد رکھنے میں میرا حافظہ ایسا ہے کہ بعض خطوط جب پرائیویٹ سیکرٹری دو دو ماہ بعد پیش کرتا اور کہتا ہے کہ فلاں شخص نے یہ لکھا ہے تو اگر ان کی غلطی ہو تو میں کہہ دیتا ہوں کہ اس نے یہ تو نہیں بلکہ یہ لکھا ہے۔

(الفضل 10 ستمبر 1938ء جلد 26 نمبر 210 صفحہ 5 تا 7)
(تذکار مہدی صفحہ 218 تا 223)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"ایک مومن کے لئے، ایک ایسے شخص کے لئے جو اپنے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے، اُس کے لئے اس سے زیادہ دل آزاری کی اور تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے آقا کے بارے میں ایسی بات سنے جس سے آپ کی شان میں ہلکی سی بھی گستاخی ہوتی ہو۔"
(خطبہ جمعہ 28/ جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی(R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیرت النّبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات (سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر:27) (حصہ سوم)

شیعہ عقائد کی اصلاح:

شیعہ معراج اور اسراء کے واقعات کے ساتھ حضرت علیؓ سے متعلق بعض عقائد بیان کرتے ہیں۔ حضور نے ان عقائدِ باطلہ کو بھی ردّ فرمایا ہے۔

"ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج ہوا تو آپ نور کے صدہا پردے عبور کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچے صرف ایک پردہ باقی رہا تو آپ نے عرض کی کہ یا الٰہی میں تو اس قدر مشقت اٹھا کر محض دیدار کے لئے آیا تھا مگر اس جگہ ایک پردہ درمیان میں حائل ہے میرے پر رحم فرما اور یہ پردہ درمیان سے اٹھا دے تا مجھے دیدار نصیب ہو تب اللہ تعالیٰ نے رحم فرما کر پردہ درمیان سے اٹھا دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ جس کو خدا سمجھے بیٹھے تھے وہ حضرت علی ہی ہیں۔ پھر یہ سنا کر کہا جاتا ہے کہ مرتضیٰ علی کی یہ شان ہے شیخین کو ان سے نسبت ہی کیا اور ایسی ہی اور خرافات بھی بہت ہیں جو اس زمانہ کے جہلاء پیش کیا کرتے ہیں"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 337)

"شیعوں نے مبالغہ کی حد کر دی۔ ایک شیعہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے تمام انبیاء حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی امام حسین کی شفاعت کے محتاج ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ حضرت علی پر وحی آئی تھی مگر جبریل بھول گیا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کو گئے تو آگے علی موجود تھے اور ایک شخص حضرت علی کو خدا کہتا ہے تو کہا کہ اچھا لاکھوں کروڑوں بندے خدا کے اور ایک بندہ تو میرا ہی سہی۔ گویا حضرت علی کو خدا بنا دیا ہے۔ تعجب ہے کہ علی آسمان پر تو خدا ہے مگر زمین پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک صحابی ہے جو معمولی خلافت کو بھی نہ سنبھال سکا۔ معلوم نہیں کہ لوگ شیعہ (مذہب) میں کونسا اسلام پاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل صحابہ گو سوائے دو چار کے یہ مرتد کہتے ہیں۔ امہات المؤمنین پر سخت اعتراض کرتے ہیں۔ قرآن کو بیاضِ عثمانی قرار دیتے ہیں۔ جس قوم کے پاس کتاب اللہ نہیں اس کا مذہب ہی کیا ہوا، کیا گالیاں دینا اور گھر بیٹھ کر دوسروں پر اور مرے ہوؤں پر تبرا بھیجتے رہنا یہ بھی کوئی مذہب ہے؟

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 5 صفحہ 448)

شق قمر:

شق قمر کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں ہوا ہے۔

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾

(سورۃ القمر:4-2)

ساعت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشان دیکھیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیشہ کی طرح کیا جانے والا جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی (اور جلد بازی سے کام لیا) حالانکہ ہر امر (اپنے وقت پر) قرار پکڑنے والا ہوتا ہے۔

مسلمان ابھی شعب ابی طالب میں ہی تھے کہ یہ معجزہ رونما ہوا تھا۔ بعض کفار نے آپ ﷺ سے معجزہ طلب کیا جس پر آپ ﷺ نے خدا تعالیٰ کے تصرف سے یہ معجزہ دکھایا۔ چاند کا ایک ٹکڑا جبل حرا کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف دکھائی دیتا تھا۔ (1) یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضور ﷺ صحابہ کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ جب یہ شق القمر ہوا— جس پر آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو اور گواہ رہو۔ (2) اہل عرب چاند کو حکومت کی علامت سمجھتے تھے جس کا اشارہ حضرت صفیہؓ کے اس خواب والے واقعہ سے بھی ملتا ہے جس میں انہوں نے چاند کو اپنی جھولی میں گرا ہوا دیکھا تھا— اس کی تعبیر بادشاہت کی گئی تھی۔ (3) اس لئے انکے لئے شق قمر کا نشان انذار کے رنگ میں تھا کہ اب نہ صرف عرب بلکہ دنیا کی حکومتیں ختم ہو کر نئی حکومت یعنی اسلام کی حکومت قائم ہونے کا وقت ہے۔

آپ نے اپنی تحریرات میں بڑی تفصیل سے اس معجزہ کی حقیقت بیان کی ہے اور اس پر اٹھنے والے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اور واقعہ پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی ہے۔ یہ واقعہ اپنے اندر جو نشان اور پیغام رکھتا ہے اسے بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے انگو بھی بیان فرمایا ہے۔ ایک ہندو لالہ مرلیدھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر نے ایک مباحثہ میں اس واقعہ پر اعتراض کیا کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی معجزے دکھلاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دونوں آستینوں سے نکال دیا۔ سو یہ امر قانونِ قدرت کے برخلاف ہے کہ ایک شے ہزاروں میل لمبی چوڑی یا ہزاروں میل قطر والی چھ انچ یا ایک فٹ کے سوراخ سے نکل جاوے اور چاند جو ماہواری گردش زمین کے گرد کرتا ہے وہ اپنی گردش کو چھوڑ کر ادھر ادھر ہو جائے جس سے نظامِ عالم میں ہی فرق آجائے۔ اور پھر علاوہ اس کے سوائے دو چار شخصوں کے کوئی نہ دیکھے۔ کیونکہ کسی ملک میں مثلاً ہندوستان چین برہما وغیرہ کی تاریخوں میں اس کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں بالکل بناوٹی ہیں اگر اصلی ہیں تو ان کا کیا ثبوت ہے۔

(سرمہ چشم آریا، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 108)

اسکے جواب میں حضور نے فرمایا:

"اس کے جواب میں واضح ہو کہ یہ اعتراض کہ کیونکر پھر چاند دو ٹکڑے ہو کر آستین میں سے نکل گیا تھا یہ سراسر بے بنیاد اور باطل ہے کیونکہ ہم لوگوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین میں سے نکلا تھا اور نہ یہ ذکر قرآن شریف میں یا حدیثِ صحیح میں ہے اور اگر کسی جگہ قرآن یا حدیث میں ایسا ذکر آیا ہے تو وہ پیش کرنا چاہیے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے کوئی آریہ صاحبوں پر یہ اعتراض کرے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے کہ مہان دیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلی ہے۔ پس جس اعتراض کی ہمارے قرآن یا حدیث میں کچھ بھی اصلیت نہیں اس سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ماسٹر صاحب کو اصول اور کتبِ معتبرہ اسلام سے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ بھلا اگر یہ اعتراض ماسٹر صاحب کا کسی اصلِ صحیح پر مبنی ہے تو لازم ہے کہ ماسٹر صاحب اسی جلسہ میں وہ آیتِ قرآن شریف پیش کریں جس میں ایسا مضمون درج ہے یا اگر آیتِ قرآن نہ ہو تو کوئی حدیثِ صحیح ہی پیش کریں جس میں ایسا کچھ بیان کیا گیا ہو اور اگر بیان نہ کر سکیں تو ماسٹر صاحب کو ایسا اعتراض کرنے سے متندّم ہونا چاہیے کیونکہ منصبِ بحث ایسے شخص کے لئے زیبا ہے جو فریقِ ثانی کے مذہب سے کچھ واقفیت رکھتا ہو۔

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 109 تا 111، مطبوعہ کینیڈا 2018)

حوالہ جات:

1. (بخاری کتاب المناقب الانصار - باب انشقاق القمر حدیث 3868)
2. (بخاری کتاب المناقب الانصار - باب انشقاق القمر حدیث 3869)
3. (اسد الغابۃ زیر لفظ صفیہ)

****

اعلان ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بیٹے عزیزم ظفر مدثر آف کنیڈا کو مورخہ 13 اگست 2026 کو بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے عزیزہ کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئرہ ظفر مرحمت فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خاکسار کی پوتی عزیزہ آئرہ ظفر کو صحت و تندرستی والی زندگی عطا فرمائے اور عزیزہ کا نصیب نیک کرے۔ آمین۔ قارئین بدر سے عزیزہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مظفر احمد ظفر (ریٹائرڈ مربی سلسلہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آ گیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 511 پیشگوئی 14)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)



CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائز ڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

دعائے مغفرت

مورخہ 02 جون 2026 کو خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ مظفر جہاں صاحبہ بنت محترم مولوی ضمیر احمد صاحب مرحوم سابق صدر امروہہ کی وفات 78 سال کی عمر میں کراچی میں ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مرحومہ کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مرحومہ صوم الصلوٰۃ کی پابند اور صابرہ خاتون تھیں۔ مرحومہ کے تمام بچے مخلص احمدی اور خلافت سے محبت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور مرحومہ کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

مظفر احمد ظفر (ریٹائرڈ مربی سلسلہ)

مجلس عرفان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ریجن Schleswig-Holstein اور مجلس Dietzenbach کے ایک وفد کی ملاقات

دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کی سب سے بڑی اور ضروری چیز تو نماز ہے، اللہ تعالیٰ نے پہلے تو نماز اور عبادت کا ہی حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سب سے پہلا سوال قیامت والے دن انسان سے پوچھا جائے گا، وہ یہی ہوگا کہ تم باقاعدہ نمازیں پڑھتے تھے یا نہیں؟ تم اللہ کے آگے جھوٹ تو بول نہیں سکتے کہ کہہ دو کہ ہاں جی! غلطی ہوگئی، غلطی ہوگئی تو پھر سزا ہے، تو اِس لیے اپنی نمازوں کی حفاظت کرو

مورخہ ۲۶؍ اکتوبر ۲۰۲۵ء، بروز اتوار، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ریجن Schleswig-Holstein کے سینتیس اور مجلس Dietzenbach کے سات ممبران پر مشتمل چوالیس (۴۴) رکنی ایک وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے جرمنی سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

سب سے پہلے ریجنل قائد صاحب Schleswig-Holstein نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں وفد کا مختصر تعارف پیش کیا، بعد ازاں تمام شرکا مجلس کو فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کا بھی موقع ملا۔

دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضورِ انور کی خدمت میں مختلف سوالات پیش کرنے نیز ان کے جواب کی روشنی میں حضور انور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُرمعارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ

امسال مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا ماٹو اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ یعنی "نماز دین کا ستون ہے" مقرر کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے موصوف نے راہنمائی کی درخواست کی کہ خدام کس طرح اس ماٹو پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں اور اپنے دلوں میں نماز اور اللہ تعالیٰ کی سچی محبّت پیدا کر سکتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے دین اور اللہ تعالیٰ کی پہچان کی اہمیت کو نہایت دلنشین انداز میں بیان کرتے ہوئے سائل سے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ اللہ میاں پر یقین ہے، اللہ تعالیٰ ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں ربّ العالمین ہوں، مَیں ساری چیزیں دیتا ہوں، اس بات کو مانتے ہو؟

ان سوالات کے جواب اثبات میں سماعت فرما کر حضورِ انور نے انسانی فطرت میں ودیعت کردہ صفتِ شکر گزاری اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے حوالے سے نہایت حکیمانہ رنگ میں سمجھایا کہ اگر کوئی انسان تمہیں تحفہ دے یا تمہاری favour میں کوئی بات کرے یا تمہیں کوئی فائدہ پہنچائے، تو تم شکر گزار بنتے ہو ئے اس کا شکریہ ادا کرتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے ساری دنیا پیدا کی، تمہارے پیدا ہونے کے جو سامان تھے، اس میں جب کہ تم ابھی ماں کے پیٹ میں تھے، تبھی تمہارے لیے ایسا انتظام کیا کہ تمہاری اچھی طرح nourishment ہوجائے۔ پھر اچھا صحت مند بچہ پیدا ہوا، پھر اس کو ماں باپ نے پالا، تمہارے لیے سامان مہیا کیا، پھر بڑے ہوئے، تمہیں کچھ سیکھنے کا موقع ملا، تمہارے کپڑے اور تمہاری پڑھائی وغیرہ کا انتظام کیا، ان سب کا جب شکریہ ادا کرتے ہو، تو اللہ کہتا ہے کہ یہ ساری چیزیں مَیں نے دی تھیں، مَیں نے ان کو سب کچھ سکھایا، تو میرا شکریہ ادا کرو، تمہیں میرا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

اسی تسلسل میں حضورِ انور نے نماز کے ذریعے شکر گزاری کے عملی پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے توجہ دلائی کہ تمہیں تھوڑا سا تو اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اللہ میاں نے اتنی چیزیں دیں۔ تو اللہ کہتا ہے کہ شکر گزاری کا طریقہ کیا ہے؟ تم نماز پڑھو، پانچ وقت نمازیں پڑھو، پانچ وقت اللہ تعالیٰ کے پاس جاؤ، اس کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے کہ تم شکر کرو گے، تو مَیں تمہیں اَور بھی زیادہ دوں گا، پہلے سے بڑھ کے دوں گا۔

آخر میں حضورِ انور نے نماز میں گہری توجہ پیدا کرنے اور عبدِ شکور بنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مزید وارث بننے کی بابت نہایت پُرمعارف انداز میں تلقین فرمائی کہ اس لیے یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرلیا، تو اللہ خوش ہوگیا، اللہ کہتا ہے کہ مجھے تمہاری عبادتوں اور تمہارے شکریوں کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن اگر تم کرو گے، تو مَیں تمہیں انعام دوں گا، اَور دوں گا اور بڑھاؤں گا۔ اِس لیے یہ سوچ کے نماز پڑھو، تو نماز میں توجہ پیدا ہو گی اور اللہ کے شکر گزار بندے بنو گے، تو پھر اللہ تعالیٰ کے اَور فضل ہوں گے۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ

شادی کے بعد اکثر بہن بھائیوں کے درمیان محبّت اور ہم آہنگی کم ہوجاتی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات اختلافات پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس سلسلے میں راہنمائی کی درخواست ہے کہ انسان شادی کے بعد اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ محبّت اور اتحاد کس طرح برقرار رکھ سکتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے حقوق کی ادائیگی کو ہم آہنگی کی بنیاد قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہر ایک کے حقوق ادا کرو، ماں باپ کے حقوق ادا کرو، بہن بھائیوں کے حقوق ادا کرو۔ بیوی جو کسی کی لڑکی ہے، جس کو تم اپنے گھر لائے ہو، اس کے حق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کا حکم کیا ہے۔

اسی طرح حضورِ انور نے جلسہ سالانہ کے مواقع پر ارشاد فرمودہ اپنی بصیرت افروز خطابات کا حوالہ دیتے ہوئے یاد دلایا کہ مَیں نے اپنی جلسے کی تقریروں میں حقوق کی ایک لسٹ بنائی تھی، دو تین سال اس پر تقریریں کرتا رہا، ابھی پورے نہیں ہوئے کہ کس طرح حق ادا کرنے ہیں۔

نیز اس کی روشنی میں راہنمائی فرمائی کہ اگر انسان یہ سوچے کہ مَیں نے ہر ایک کا حق ادا کرنا ہے تو اختلاف پیدا نہیں ہوتے۔ دعا کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ دوسرے یہ کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر محبّت اور پیار پیدا کرے، جو کبھی ختم نہ ہونے والا ہو، وہ ایسا پیار ہونا چاہیے تا کہ بہن بھائیوں کے حق ادا کرو۔

حضورِ انور نے باہمی حقوق کی ادائیگی کے ضمن میں توجہ دلائی کہ بہن بھائیوں کو بھی realise کرنا چاہیے کہ تم شادی شدہ ہو، تمہاری بیوی آئی ہے، تو اس کو ایڈجسٹ کس طرح کرنا ہے۔ جو بیوی آنے والی ہے، اس کو بھی خیال ہونا چاہیے کہ مَیں نے اپنے سسرال میں جا کے اس طرح ایڈجسٹ کرنا ہے۔ تمہیں بھی خیال ہونا چاہیے کہ تم نے بیوی کے حق کو کس طرح ادا کرنا ہے اور اپنے گھر والوں کے حق کو بھی ادا کرنا ہے۔

آخر میں حضورِ انور نے اس ضروری اور انتہائی اہم اَمر کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی کہ تم عقلمند ہو، خود تو نہیں لڑائی ہو گی، اگر بیوقوف ہو تو لڑائیاں ہوتی رہیں گی۔ نیز تاکید فرمائی کہ اپنی عقل کو بڑھاؤ، اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھو اور اچھے اخلاق دکھانے کی کوشش کرو اور نماز میں اس کے لیے دعا بھی کیا کرو، تو اللہ فضل کرتا ہے۔ پڑھے لکھے لوگ تو عام طور پر نہیں لڑتے، جاہل لوگ ہی لڑتے ہیں، تو جاہل نہ بنو پڑھے لکھے بنو۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ

سائنس کے مطابق ایک دن کائنات یا تو Big Crunch میں یا heat death کے ذریعے ختم ہوجائے گی۔ اسلام قیامت کے دن کے حوالے سے اس کو کس طرح سمجھتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے کائنات کے انجام کے بارے میں سائنس اور قرآنِ کریم میں پائے جانے والی کامل ہم آہنگی کے حوالے سے بصیرت افروز اور مفصّل راہنمائی عطا فرمائی کہ قرآنِ شریف پڑھتے ہو، سورۃ الانبیاء میں Big Bang کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں صفیں لپیٹ لوں گا، جس طرح تم کاغذ کے پلندے لپیٹتے ہو، اس طرح کائنات لپٹ کے چلی جائے گی۔ جب قیامت آئے گی تو وہ سب کچھ black hole میں چلا جائے گا۔ Big Bang کا اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ذکر فرمایا کہ اس طرح ہوا کہ سب کچھ سمٹا ہوا تھا، مَیں اس کو پھاڑا اور مختلف سیّارے اور planets بن گئے، جس کو ہم یونیورس میں دیکھتے ہیں۔ تو قرآنِ شریف تو کہتا ہے کہ Big Bang بھی ہوا اور اس کے بعد black hole میں تم قیامت والے دن جاؤ گے۔ تو اسلام تو بڑی اچھی تعلیم دیتا ہے۔ اس کی تفسیر قرآنِ شریف میں پڑھ لو، تم اگر پڑھو تو تمہیں ساری باتیں سمجھ آجائیں گی۔

حضورِ انور نے سائنس اور مذہب کے باہمی تعلق کو بھی اُجاگر فرمایا کہ اسلام تو کہتا ہے کہ سائنس اللہ تعالیٰ کا عمل ہے اور جو دینی تعلیم ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم ہے۔ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کے سوا اَور معبود بھی ہیں، ان کو ہم جہنّم میں ڈال دیتے ہیں، ان کو سزا ملے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آگے کافروں کو فرمایا کہ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے، ہم نے ان کو کھول دیا، پھر پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا۔ کیا ایمان نہیں لاتے؟ ایک تو یہ ہے کہ روحانی طور پر وحی بھیجی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود کو ثابت کیا اور انبیاء نے تعلیم بتائی۔ دوسرا یہ ہے سائنسی طور پر کہ یہ چیز بند تھی، اس کو پھر اللہ تعالیٰ نے پھاڑا اور مختلف planets بن گئے اور پانی سے دنیا وجود میں آئی، انسان پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اس پانی کی بھی پھر آگے تعریف کر دی۔

حضورِ انور نے گذشتہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ اسی طرح black hole میں جانے کے

بارے میں اسی سورت کے آخر میں لکھا ہے کہ ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے کہ جس طرح رجسٹر یا کاغذ لپیٹے جاتے ہیں اور جس طرح ہم نے تمہاری پہلی دفعہ پیدائش کی تھی، پہلی دفعہ ہم نے دنیا بنائی تھی، کائنات بنائی تھی، planets بنائے تھے، اس طرح پھر جب تم ایک black hole میں چلے جاؤ گے، تو پھر ایک اور Big Bang ہوگا اور پھر دوبارہ ایک نئی دنیا بنے گی۔ تو اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ مَیں اس طرح پیدا کرتا رہتا ہوں، پیدائش بھی ہوگی اور پھر اس کا ارتقا بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ سب بتا دیا ہے اور قرآن میں اس کا ذکر ہے۔

حضورِ انور نے سائنس اور مذہب کے باہمی تعلق کو ایک واقعے کی روشنی میں بھی واضح فرمایا کہ آسٹریلیا میں ہم بیٹھے ہوئے تھے، وہاں میرے ساتھ ایک کیتھولک یا کوئی اور عیسائی تھا، بڑا اُن کا پادری تھا، وہ بھی بیٹھا ہوا تھا اور بائبل کی باتیں کر رہا تھا کہ سائنس مذہب کے ساتھ نہیں ہوتی۔ مَیں نے کہا کہ سائنس اور مذہب ایک چیز ہیں۔ سائنس جو ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو دماغ دیا اور انسان کو بتایا کہ یہ یہ سائنس ہے اَور اس کی جو دنیا میں پریکٹیکل صورتحال ہے، وہ مذہب ہے۔ اور مذہب روحانیت میں ترقی کرنے کے لیے ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم بھی دی ہوئی ہے، تو مَیں نے کہا کہ قرآنِ شریف میں لکھا ہے، پھر مَیں نے اس کو یہ آیتیں بتائیں ،مَیں نے اسے قرآنِ شریف تحفہ بھی دے دیا اور کہا کہ جا کے پڑھو۔ تو کہنے لگا کہ اچھا! پھر قرآن نے یہ باتیں لکھی ہیں اَور کسی مذہب نے نہیں لکھیں۔

آخر میں حضورِ انور نے مذہب اور اسلام کی ضرورتِ حقّہ کی بابت غیروں کے اعتراض کا ردّ فرماتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ کہتے ہیں کہ مذہب اور اسلام کی کیا ضرورت تھی کہ جب اَور بہت سارے مذہب تھے، تو یہی باتیں ہیں، جو دوسرے مذاہب کو پتا ہی نہیں تھیں کہ جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے بتائی ہیں کہ Big Bang کیا ہوگا، پھر black hole کیا ہوگا اور کوئی کس طرح انسان پیدا کرے گا، پھر دوبارہ کس طرح ہوگا، جس طرح دنیا کے سائیکل چلتے ہیں، پھر اس میں ہوا اور پانی کی کیا اہمیت ہے، اس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا، وہ انسان کو قرآنِ شریف میں اللہ نے بتایا کہ کیا اہمیت ہے، تو اس کو ذرا غور سے پڑھو، اس کی تفسیریں پڑھو، تو تمہیں پتا لگ جائے گا۔

[قارئین کی معلومات کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ بلیک ہول (Black Hole) ایک فلکیاتی مظہر ہے، جو خلا میں اُس مقام کو ظاہر کرتا ہے، جہاں کششِ ثقل اس قدر شدید ہوتی ہے کہ کوئی شے، حتیٰ کہ روشنی بھی، اس سے فرار حاصل نہیں کر سکتی۔ بلیک ہول اپنے اطراف کی تمام شعاعوں اور مادے کو اس شدت سے جذب کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے اس میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ جبکہ بِگ بینگ (Big Bang) کائنات کی تخلیق کا وہ سائنسی نظریہ ہے کہ جس کے مطابق یہ تقریباً ۱۳.۸ ارب سال پہلے ایک نہایت گرم اور کثیف نقطے سے ایک زبردست دھماکے کے ذریعے وجود میں آئی اور اُس وقت سے مسلسل وسعت پذیر ہے یعنی پھیل رہی ہے۔

بِگ کرنچ (Big Crunch) کائنات کے ممکنہ اختتام کے اس نظریے کے مطابق اگر کائنات کا پھیلاؤ کسی وقت رُک جائے اور کششِ ثقل غالب آجائے، تو کائنات دوبارہ سکڑنا شروع کر دے گی۔ اس سکڑنے کے نتیجے میں ستارے، کہکشائیں اور تمام مادے ایک نہایت کثیف اور گرم نقطے میں جمع ہو جائیں گے۔ یوں کائنات ایک اُلٹی بِگ بینگ کی مانند، یعنی بِگ بینگ کے برعکس مخالف سمت میں سمٹ کر ختم ہو جائے گی۔

ہیٹ ڈیتھ (Heat Death): یہ نظریہ بھی کائنات کے ممکنہ اختتام سے متعلق ہے۔ اس کے مطابق کائنات مسلسل پھیلتی رہے گی اور وقت کے ساتھ توانائی بتدریج یکساں طور پر تقسیم ہو جائے گی۔ نتیجۃً تمام ستارے اور کہکشائیں توانائی پیدا کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھیں گی، اور کائنات ایک انتہائی سرد، خاموش اور غیر فعّال حالت میں بدل جائے گی، جہاں نہ کوئی عمل ممکن ہوگا اور نہ ہی زندگی باقی رہے گی۔] (باقی آئندہ۔ انشاء اللہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 6/ نومبر 2025ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (البقرہ ۱۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال وجان خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان سے کام لو۔ اللہ احسان کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

طالب دعا : بی.ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی.ایم. بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِكُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاكُمْ

(ترمذی، کتاب الجنائز باب ما یستحب من الاکفان حدیث 994)

یعنی سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ یہ بہترین لباس ہے۔ اسی طرح سفید کپڑوں میں ہی دفن کیا کرو۔

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12772: میں الماس بیگم زوجہ مکرم شرافت علی خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 7 جون 1995ء پیدائشی احمدی ساکن: کڑڈاپلی ڈاکخانہ ٹنگریا ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 28 جون 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار دو عدد 5 تولہ، چین ایک عدد 1.5 تولہ، ہاتھ کا کنگن دو جوڑی 2 تولہ، کان کی بالی ایک جوڑی ایک تولہ، انگوٹھی ڈیڑھ تولہ (تمام زیورات 10 تولہ 22 کیریٹ)۔ زیور نقرئی: پازیب دو جوڑی 8 تولہ۔ حق مہر: ایک لاکھ بیس ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 4500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شرافت علی خان الامۃ: الماس بیگم گواہ: محمد فضل عمر

مسل نمبر 12773: میں Janna Safar زوجہ مکرم فیصل پی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 24 اکتوبر 1999ء پیدائشی احمدی ساکن: احمدیہ مسلم جماعت وانیَم بالم ضلع مالاپورم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم ستمبر 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 12 گرام 22 کیریٹ جس میں حق مہر شامل ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے وائی شمس الدین الامۃ: Janna Safar گواہ: فیصل پی

مسل نمبر 12774: میں محمد سمیر ٹی پی ولد مکرم ہمزہ کویاٹی پی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کارپنٹر تاریخ پیدائش: 17 دسمبر 1982ء تاریخ بیعت: 2016ء ساکن: سواہبہ منزل کالائی کالیکٹ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 8 مارچ 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 18000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلطان نصیر العبد: محمد سمیر ٹی پی گواہ: نصر الدین اے ٹی

مسل نمبر 12775: میں Shaileen Quadir زوجہ مکرم واحد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 12 مئی 1996ء پیدائشی احمدی ساکن: Crematorium Street کولکاتہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 17 اگست 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کنگن 24 گرام، چین مع لاکٹ 14 گرام، چین 7 گرام، لاکر 3 گرام، انگوٹھی 15 گرام، دو سیٹ 24+48 گرام، بریسلٹ 8 گرام، ٹیکا 5 گرام، بالی 3 گرام، نتھ 4 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ حق مہر 480000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امیر الدین ٹی الامۃ: Shaileen Quadir گواہ: محمد صغیر عالم

مسل نمبر 12776: میں فریحہ ظفر بنت مکرم لقمان احمد ظفر صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن: محلہ مبارک قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 19 ستمبر 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 400 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر احمد خادم الامۃ: فریحہ ظفر گواہ: طیب احمد خادم

***

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱/اپریل ۲۰۲۶ء بروز ہفتہ بارہ بجے بعد دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ بنت مکرم عبدالکریم بھٹی صاحب (تھارٹن ہیتھ۔یوکے) اور مکرم کفایت اللہ لودھی صاحب (نارتھ لندن۔یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور پانچ مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

۱۔مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ بنت مکرم عبدالکریم بھٹی صاحب (تھارٹن ہیتھ۔یوکے)

29/مارچ 2026ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کا تعلق جھنگ سے تھا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم ایس سی کیمسٹری کرنے کے بعد گورنمنٹ کالجوں میں بطور لیکچرر ملازمت کی اور پرنسپل کے عہدے تک ترقی پائی۔ دوران ملازمت مخالفت کا بڑی جرأت کے ساتھ مقابلہ کرتی رہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ میں سکونت اختیار کی اور پہلے نصرت جہاں اکیڈمی اور پھر نصرت جہاں کالج میں پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، بڑی دعاگو، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری اطاعت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بہن اور دو بھائی شامل ہیں۔

۲۔مکرم کفایت اللہ لودھی صاحب (نارتھ لندن۔یوکے)

یکم/اپریل 2026ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے جرمنی میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ چند سال قبل جرمنی سے یوکے آگئے اور نارتھ لندن میں رہائش اختیار کی۔ لازمی چندوں کے علاوہ مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ نے بیت الفتوح اور نارتھ لندن کی مسجدوں کے لیے گرانقدر عطیات پیش کیے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، غریب پرور، بڑے نیک اور خُدا ترس انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بڑی عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ اپنی فیملی میں اکیلے احمدی تھے۔ اہلیہ چند سال قبل جرمنی میں وفات پاگئی تھیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ مرحوم موصی تھے۔

نماز جنازہ غائب

۱۔مکرمہ منصورہ سمیع صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری سمیع اللہ وڑائچ صاحب مرحوم (سرگودھا)

13/مارچ 2026ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری حاکم علی صاحب پنیار رضی اللہ عنہ کی بہو اور مکرم مرزا عبدالحق صاحب (سابق امیر جماعت ضلع سرگودھا) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، نرم مزاج، نفاست پسند، صابر و شاکر، بڑی صائب الرائے، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے کئی سال تک صدر لجنہ اماء اللہ سرگودھا شہر وضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ اپنی صدارت کے دوران ممبرات کی نمازوں میں باقاعدگی اور خلیفہ وقت کا خطبہ سننے کے بارے میں خصوصی طور پر جائزہ لیتیں اور مسلسل اس بارے میں تلقین کرتی رہتی تھیں۔ ہر جگہ لجنہ اور بچیوں کو ترجمۃ القرآن سیکھنے کی طرف بھی توجہ دلاتی رہیں اور سینکڑوں ممبرات کو خود ترجمہ سکھانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ اگرچہ آپ کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی مگر آپ نے اپنے شوہر کی دوسری شادی کے بعد ہونے والے بچوں کی تربیت اپنی ذمہ داری سمجھ کر کی اور انہیں اپنی اولاد سے بڑھ کر محبت دی۔ آپ مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب (مربی سلسلہ یوکے) کی ممانی تھیں۔

۲۔محترم چودھری مشتاق احمد صاحب ابن مکرم چودھری محمد طفیل صاحب (امریکہ)

16/فروری 2026ء کو 95 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1992ء میں امریکہ شفٹ ہو گئے اور وہاں قائد مال مجلس انصار اللہ امریکہ، لوکل ناظم مال میری لینڈ کے علاوہ انچارج بک سٹور مسجد بیت الرحمٰن خدمت کی توفیق پائی۔ اس عرصہ میں مکرم شمشاد احمد ناصر صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ تبلیغی کاموں میں بھی بہت سرگرم رہے۔ آپ کی عادت تھی کہ حضور انور کا خطبہ جمعہ اگلے خطبے تک بار بار سنتے رہتے اور کہا کرتے تھے کہ حضور کا خطبہ ہر دفعہ سننے سے راہنمائی کے لیے کوئی نہ کوئی نئی چیز ملتی ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور پوتے اور پوتیاں شامل ہیں۔

۳۔مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم محمد داؤد مجوکہ صاحب مرحوم (ربوہ)

20/فروری 2026ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم مولوی حافظ عبدالکریم خان صاحب خوشاب کی بیٹی تھیں۔ آپ کے خاندان میں احمدیت حضرت مولوی فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی۔ آپ کے دادا مولوی فتح دین صاحب اور دادی مکرمہ غلام بی بی صاحبہ نے 1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ آپ نے 15 سال سے زائد عرصہ دارالعلوم غربی ربوہ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پھر مختلف عہدوں پر کام کیا۔ بیماری سے پہلے اپنے محلہ کی سیکرٹری وقف نو کے طور پر خدمت بجالا رہی تھیں۔ آپ نے سینکڑوں بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید ناظرہ اور لجنہ کو ترجمہ قرآن پڑھانے کی توفیق پائی۔ مالی قربانی میں صف اول میں شمار ہوتی تھیں۔ اپنا مکمل سونا جو کئی تولے کا تھا وقفہ وقفہ سے مختلف تحریکات میں پیش کرتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم عبدالستار خان صاحب (نائب امیر سپین) کی بڑی ہمشیرہ، مکرم حافظ مظفر احمد صاحب... کی خالہ اور مکرم عبدالسمیع خانصاحب (پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا) کی پھوپھو تھیں۔

۴۔مکرمہ ڈاکٹر بشریٰ مبارکہ صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد شریف صاحب (صدر حلقہ پشاور روڈ راولپنڈی کینٹ)

23/فروری 2026ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چودھری محمد شریف صاحب مرحوم (مبلغ بلاد عربیہ وگیمبیا) کی بہو تھیں۔ مرحومہ کے والد مکرم میاں محمد یونس صاحب مرحوم نے 1941ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا اور تحقیق کے بعد بیعت کی توفیق پائی۔ مرحومہ نے بہاولپور سے MBBS اور پھر گائنی میں MCPS کیا۔ 43 سال میڈیکل کے شعبہ سے وابستہ رہیں۔ بہت امانت دار اور مریضوں سے شفقت کا سلوک کرنے والی ایک نافع الناس مخلص خاتون تھیں۔ احمدی مریضوں اور خاص طور پر واقفین زندگی سے فیس نہیں لیتی تھیں۔ جب آپریشن کرتیں تو مریض کی طرف سے اپنی جیب سے صدقہ دیتی تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتی تھیں۔ خلافت کے ساتھ مخلصانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ اولاد کو بھی جماعت سے منسلک کیا اور اچھی تربیت کی۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

۵۔مکرمہ امتل بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم لال دین صاحب (قلعہ کالر والاضلع سیالکوٹ)

13/فروری 2026ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم میاں شہاب الدین صاحب آف لودھی ننگل کے ذریعہ ہوا جو خلافت ثانیہ کے دور میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، چندوں میں باقاعدہ ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ باوجود ناخواندہ ہونے کے اپنی بات کو بڑے اچھے طریقہ سے سمجھا لیتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ارشاد باری تعالیٰ

وَ قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ

(المؤمن: 61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔

(الحکم جلد 5 نمبر 5 مؤرخہ 10/فروری 1901ء صفحہ 1)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007
08473296444

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے
تو پھر کیوں ظنِ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

انفاق فی سبیل اللہ، وقف جدید کے نئے سال کا اعلان

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4/ جنوری 2008ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال :خطبہ جمعہ 4 جنوری 2008ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کون سی بنیادی قرآنی آیات تلاوت فرمائیں؟

جواب : حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ کی آیت 262-263 تلاوت فرمائی، جس میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والوں کا ذکر ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور پھر اپنے خرچ کے پیچھے احسان جتلا کر یا تکلیف پہنچا کر نہیں چلتے، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سوال : اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے مومن کی بنیادی صفت کیا بیان ہوئی ہے؟

جواب : مومن اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے۔ اس کا مقصد دکھاوا، نام ونمود یا لوگوں سے تعریف حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کی نیت صرف ابتغاءِ رضائے الٰہی ہوتی ہے۔

سوال : اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد احسان جتانے سے کیوں روکا گیا ہے؟

جواب : کیونکہ احسان جتانا مالی قربانی کی روح کو ختم کر دیتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرتا ہے اسے اپنے خرچ کو یاد دلا کر دوسرے شخص کو تکلیف نہیں دینی چاہیے۔ قرآن کریم نے ایسے مخلصانہ خرچ کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ قرار دیا ہے۔

سوال : دکھاوے کے لیے مال خرچ کرنے والوں کے متعلق قرآن کریم کیا فرماتا ہے؟

جواب : قرآن کریم فرماتا ہے کہ بعض لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر حقیقی ایمان نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ شیطان کے ساتھی قرار دیے گئے ہیں۔

سوال : مومن اور غیر مومن کے مالی خرچ میں بنیادی فرق کیا ہے؟

جواب : مومن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کرتا ہے، جبکہ غیر مومن یا منافق دکھاوے، شہرت اور لوگوں کی نظر میں مقام حاصل کرنے کے لیے خرچ کرسکتا ہے۔ مومن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے جبکہ دکھاوے کا مقصد لوگوں کی توجہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔

سوال : اللہ تعالیٰ نے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے کیا اجر بیان فرمایا ہے؟

جواب : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (الحدید:8) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

سوال : حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مخلص مالی قربانی کرنے والوں کی کیا خوبی بیان فرمائی؟

جواب : ایسے لوگ اللہ کی راہ میں قربانی کرنے کے بعد اسے بھول جاتے ہیں۔ وہ بار بار یہ نہیں کہتے کہ ہم نے فلاں موقع پر اتنا چندہ دیا اور فلاں وقت اتنی قربانی کی۔ ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتا ہے، اس لیے وہ اپنے احسان کو جتانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے فضل کے امیدوار رہتے ہیں۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مال سے محبت کے متعلق کیا تعلیم دی؟

جواب : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کو مال کے ساتھ ایسی محبت نہیں ہونی چاہیے جو اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے روک دے۔ آپؑ نے سورۃ آل عمران کی آیت 93 پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان اس وقت تک حقیقی نیکی کو نہیں پا سکتا جب تک اپنی محبوب چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صحابۂ رسول ﷺ کی مالی اور جانی قربانیوں کا کس طرح ذکر فرمایا؟

جواب : آپؑ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان تک قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ انہیں اپنی جان، بیوی اور بچوں سے محبت تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کا موقع آتا تو وہ اس قربانی کے لیے حریص ہوتے تھے۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

جواب : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اس وقت حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنی رضا، اپنی لذات، اپنی عزت، اپنا مال اور اپنی جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نفس کی موت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب : آپؑ نے فرمایا کہ جب انسان اپنے نفس سے حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اپنی نفسانی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کے گھر اور ماحول کو برکت عطا فرماتا ہے۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مالی قربانی کی اہمیت کیوں واضح فرمائی؟

جواب : اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانے، تبلیغ و تربیت کے کام کو آگے بڑھانے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے مالی وسائل کی ضرورت ہے۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلفائے احمدیت نے مالی قربانی کے بارے میں کیا کردار ادا کیا؟

جواب : خلفائے احمدیت نے مسلسل جماعت کو مالی قربانی کی طرف توجہ دلائی اور مختلف تبلیغی، تربیتی اور مالی منصوبے جاری فرمائے تاکہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کے حصول کی طرف تیزی سے آگے بڑھ سکے۔

سوال : حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقفِ جدید کی تحریک کب شروع فرمائی؟

جواب : حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 27 دسمبر 1957ء کو وقفِ جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا۔

سوال : وقفِ جدید کی تحریک کا بنیادی مقصد کیا تھا؟

جواب : وقفِ جدید کا بنیادی مقصد برصغیر بالخصوص پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے دیہات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانا، تبلیغ و تربیت کے کام کو فروغ دینا اور اس مقصد کے لیے مالی قربانی اور واقفینِ زندگی کی خدمات حاصل کرنا تھا۔

سوال : وقفِ جدید کی تحریک کے آغاز میں کن علاقوں پر زیادہ توجہ تھی؟

جواب : ابتدا میں پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے علاقوں پر خاص توجہ تھی، اور اس تحریک میں بالخصوص پاکستانی احمدیوں نے نمایاں مالی قربانیاں پیش کیں۔

سوال : وقفِ جدید کو تمام دنیا کے احمدیوں کے لیے کب جاری کیا گیا؟

جواب : حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1985ء میں وقفِ جدید کی تحریک کو تمام دنیا کے احمدیوں کے لیے جاری فرمایا۔

سوال : حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1985ء میں دنیا کے احمدیوں کو وقفِ جدید میں شامل کرنے کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب : آپؒ نے توجہ دلائی کہ پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کے احمدیوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پھیلانے کے لیے مالی، جانی اور وقت کی قربانیاں دی ہیں۔ اب دنیا کے دیگر ممالک خصوصاً یورپ اور امریکہ کے احمدیوں کو بھی ان تبلیغی و تربیتی پروگراموں میں تعاون کرنا چاہیے، خصوصاً ہندوستان جیسے ممالک میں جہاں اکثریت غریب احمدیوں کی ہے۔

سوال : وقفِ جدید کے چندے کا بڑا حصہ کن کاموں پر خرچ ہوتا ہے؟

جواب : وقفِ جدید کی آمدنی بالخصوص ہندوستان اور افریقہ کے تبلیغی اور تربیتی پروگراموں پر خرچ ہوتی ہے۔

سوال : وقفِ جدید کے سالانہ اعلان کا طریق کیا ہے؟

جواب : ہر سال وقفِ جدید کے مالی سال کی وصولیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے اور نئے سال کے آغاز پر خلیفۂ وقت گزشتہ سال کی مالی قربانیوں اور مختلف جماعتوں کی کارکردگی پیش فرماتے ہیں اور نئے سال کے لیے تحریک فرماتے ہیں۔

سوال : حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے وقفِ جدید کے سلسلہ میں احمدی بچوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب : آپؒ نے پاکستانی احمدی بچوں کو توجہ دلائی کہ وہ وقفِ جدید کا بوجھ اٹھائیں اور اپنے بڑوں کو بتادیں کہ جب احمدی بچے کسی نیک مقصد کے لیے فیصلہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو بڑے بڑے انقلابات میں مددگار بن سکتے ہیں۔

سوال : احمدی بچوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر کیا ردِعمل ظاہر کیا؟

جواب : احمدی بچوں اور بچیوں نے غیر معمولی جوش اور جذبے کے ساتھ مالی قربانیاں پیش کرنا شروع کر دیں اور ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانی دینے کی کوشش کی۔ یوں اطفال و ناصرات کی مالی قربانی وقفِ جدید کی نمایاں خصوصیت بن گئی۔

سوال : بچوں کے لیے وقفِ جدید میں حصہ لینا کیوں اہم ہے؟

جواب : اس سے بچپن ہی سے مالی قربانی کی عادت پیدا ہوتی ہے، قربانی کی روح پروان چڑھتی ہے اور آئندہ نسلوں میں بھی مالی قربانی کا جذبہ منتقل ہوتا ہے۔ ایسے بچے جماعت کے بہترین افراد بننے کے ساتھ اپنے روشن مستقبل کی بھی ضمانت بن سکتے ہیں۔

سوال : بچوں کی مالی قربانی انہیں کن برائیوں سے بچانے میں مدد دیتی ہے؟

جواب : مالی قربانی بچوں کو لہو ولعب، فضولیات اور لغویات سے بچا کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔

****

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”پس ہر ایک کو، ہر احمدی کو، ہر عہدیدار کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں نے زیادہ سے زیادہ دوسرے کو کس طرح فائدہ پہنچانا ہے اور فائدہ پہنچانا ہی ہر ایک کے پیشِ نظر ہونا چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 21/ جون 2013ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راستبازی کے اعلیٰ معیار کے چند واقعات

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8 مئی 2026ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے کس نوعیت کا مقدمہ دائر کیا تھا؟

جواب : ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اقدامِ قتل کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ یہ نہایت خطرناک مقدمہ تھا اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پھانسی یا عمر قید جیسی سخت سزا کا خطرہ تھا۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کی سنگینی کس طرح بیان فرمائی؟

جواب : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مقدمہ اس قدر خطرناک تھا کہ پھانسی کی سزا بھی ہوسکتی تھی۔ آپؑ نے اس مقدمہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یہودیوں کی طرف سے رومی عدالت میں پیش کیے جانے والے مقدمہ سے بھی تشبیہ دی۔

سوال : ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کن لوگوں نے شہادت دی؟

جواب : حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مختلف مخالفین نے شہادتیں دیں۔ ان میں مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی بھی شامل تھے، جو سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف تھے اور عدالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف شہادت دینے آئے تھے۔

سوال : مقدمہ کے ایک مرحلہ پر کپتان ڈگلس کے دل میں کیا خیال پیدا ہوا؟

جواب : جب مقدمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بظاہر بہت مضبوط ہوگیا تو کپتان ڈگلس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید یہ مقدمہ بناوٹی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا دل اس بات کو نہیں مانتا کہ واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈاکٹر کلارک کو قتل کروانے کے لیے کوئی آدمی بھیجا ہو۔ چنانچہ انہوں نے پولیس سے دوبارہ تفتیش کروانے کا حکم دیا۔

سوال : کپتان لیمار چند نے عبدالحمید کے بیان کے بعد کیا کارروائی کی؟

جواب : کپتان لیمار چند نے اصل حقیقت معلوم ہونے کے بعد ڈپٹی کمشنر کو تار کے ذریعہ اطلاع دی کہ مقدمہ کی حقیقت کھل گئی ہے۔ بعد ازاں عدالت میں انہوں نے حلف دے کر اپنا بیان بھی پیش کیا۔

سوال : ڈپٹی کمشنر کپتان ڈگلس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کیا رویہ تھا؟

جواب : جب اصل حقیقت سامنے آئی تو ڈپٹی کمشنر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جھوٹی گواہیاں دینے والے عیسائیوں پر ناراض ہوئے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ آپ ان لوگوں کے خلاف مقدمہ کر سکتے ہیں۔

سوال : ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کا کیا فیصلہ ہوا؟

جواب : کپتان ڈگلس نے فیصلہ لکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو باعزت بری کر دیا۔ انہوں نے آپؑ سے کہا: آپ کو مبارک ہو۔ آپ بری ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت آپؑ کے مخالفوں کی ایک دنیا تھی، لیکن چونکہ آپؑ سچے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بچالیا۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی رہائی کو کس حقیقت سے وابستہ فرمایا؟

جواب : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: مَیں سچا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے بچایا۔ یہ الفاظ اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے سچے اور مخلص بندوں کی نصرت فرماتا ہے۔

سوال : مولوی فضل دین صاحب کون تھے؟

جواب : مولوی فضل دین صاحب ایک غیر احمدی وکیل تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مقدمہ میں وکیل رہے۔ اگرچہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کو تسلیم نہیں کرتے تھے، لیکن آپؑ کی راستبازی اور اخلاقی عظمت کے گہرے معترف تھے۔

سوال : مولوی فضل دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کیا گواہی دی؟

جواب : انہوں نے کہا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید نہیں ہیں اور آپؑ کے دعاوی پر ان کا اعتقاد نہیں، لیکن وہ آپؑ کی عظیم شخصیت اور اخلاقی کمال کے قائل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں ہزاروں لوگوں کو مقدمات کے سلسلہ میں دیکھا، لیکن: "میں نے اپنی عمر میں مرزا صاحب کو ہی دیکھا ہے جنہوں نے سچ کے مقام سے قدم نہیں ہٹایا۔

سوال : مولوی فضل دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے عدالت میں کس قسم کا قانونی بیان تجویز کیا تھا؟

جواب : انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے ایسا قانونی بیان تجویز کیا تھا جس سے مقدمہ میں آپؑ کو فائدہ پہنچ سکتا تھا، لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے پڑھ کر فرمایا کہ اس میں جھوٹ ہے، اس لیے وہ ایسا بیان داخل نہیں کریں گے۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جھوٹ پر مشتمل قانونی بیان قبول کرنے سے کیوں انکار کیا؟

جواب : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: قانون نے تو اسے یہ اجازت دے دی ہے کہ جو چاہے بیان کرے مگر خدا تعالیٰ نے تو اجازت نہیں دی کہ وہ جھوٹ بھی بولے۔ آپؑ نے واضح فرمایا کہ خواہ دنیاوی قانون کسی شخص کو اپنے دفاع میں مختلف بات کہنے کی گنجائش دیتا ہو، مگر خدا تعالیٰ جھوٹ کی اجازت نہیں دیتا۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وکیل کو اپنے قانونی بیان کے متعلق کیا اصول بتایا؟

جواب : آپؑ نے فرمایا کہ آپؑ صحیح صحیح امر پیش کریں گے اور ایسا کوئی بیان نہیں دیں گے جس میں واقعات کے خلاف بات ہو۔

سوال : جب وکیل نے کہا کہ آپ جان بوجھ کر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال رہے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: جان بوجھ کر بلا میں ڈالنا یہ ہے کہ میں قانونی بیان دے کر ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے اپنے خدا کو ناراض کرلوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا خواہ کچھ بھی ہو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی راستبازی کا نہایت اعلیٰ معیار ہے کہ آپؑ کے نزدیک خدا تعالیٰ کی ناراضی مول لے کر دنیوی مصیبت سے بچنا دراصل حقیقی مصیبت تھی۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وکیل کے ذریعے کامیابی حاصل کرنے کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب : آپؑ نے فرمایا کہ آپؑ نے کبھی یہ خیال نہیں کیا کہ وکیل کی وکالت آپؑ کو بچا سکتی ہے اور نہ یہ سمجھا کہ کسی شخص کی مخالفت آپؑ کو تباہ کرسکتی ہے۔ آپؑ کا اصل بھروسہ خدا تعالیٰ پر تھا جو دلوں کو دیکھتا ہے۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وکیل کو مقرر کرنے کی کیا وجہ بیان فرمائی؟

جواب : آپؑ نے فرمایا کہ وکیل مقرر کرنا رعایتِ اسباب اور ادب کا طریق ہے۔ چونکہ آپؑ وکیل کو دیانتدار سمجھتے تھے، اس لیے اسے مقرر کیا، لیکن آپؑ کا انحصار اس وکیل پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ پر تھا۔

سوال : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بیان میں کسی قسم کی تبدیلی کی اجازت کیوں نہیں دی؟

جواب : آپؑ نے فرمایا: جو بیان مَیں خود لکھتا ہوں نتیجہ اور انجام سے بے پرواہ ہو کر وہی داخل کر دو۔ اس میں ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا جاوے۔ آپؑ نے اس بات پر زور دیا کہ سچائی کو کسی دنیوی مصلحت کے تابع نہیں کیا جا سکتا۔

سوال : اگر سچ بولنے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سزا ہو جاتی تو آپؑ کا کیا رویہ ہوتا؟

جواب : آپؑ نے فرمایا کہ اگر دنیا کی نظر میں انجام اچھا نہ ہوتا اور آپؑ کو سزا بھی ہو جاتی تو آپؑ کو اس کی پرواہ نہ ہوتی، کیونکہ اس صورت میں آپؑ اس بات پر خوش ہوتے کہ: میں نے اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کی۔

سوال : مولوی فضل دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رویہ کا کیا اثر بیان کیا؟

جواب : مولوی فضل دین صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ باتیں ایسے جوش اور یقین سے بیان کیں کہ آپؑ کے چہرے پر ایک خاص جلال اور جوش ظاہر ہو رہا تھا۔ بعد میں جب آپؑ نے اپنا سچا بیان داخل کیا تو خدا تعالیٰ نے اسی بیان کے ذریعے آپؑ کو بری کروا دیا۔

****

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
Love For All, Hatred For None
JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 91847-5890(
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery


EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
Email: badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 9815639670
Email:managerbadrqnd@gmail.com

Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 19 November - 2026 Issue. 47

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

سادگی اور بے تکلّفی کے حوالے سے آنحضور ﷺ کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳؍نومبر ۲۰۲۶ء بمطابق ۱۳؍نبوت ۱۴۰۵؍ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبات میں مَیں نے آنحضرت ﷺ کی سادگی کے حوالے سے اُسوۂ حسنہ کا ذکر کیا تھا۔ آج اپنے آقا کی پیروی میں آپؐ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کچھ باتیں، کچھ واقعات اس حوالے سے پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکّل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رُو سے مسیحؑ کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیحؑ کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔

ایک دفعہ حضورؑ سیر کو تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں وفاتِ مسیحؑ پر بات چیت شروع ہوگئی، کسی نے کہا کہ حضور! اب تو مسیحؑ کی قوم بھی مسیحؑ کی وفات مان گئی ہے، حضور! اب اس قصّہ کو جانے دیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ابھی بھی اس میں سے زہر نکلتا رہتا ہے، گویا ابھی بھی یہ بحث ختم نہیں ہوئی۔ جب تک اس کی سری نہ کھائی جائے، یعنی جب تک اس مسئلے کا سر نہ کچلا جائے اس کی جان نہیں نکلتی۔

سیر کے وقت حضور علیہ السلام بہت تیزی کے ساتھ چلتے تھے، یہاں تک کہ لوگ بھاگ بھاگ کر ساتھ ملا کرتے تھے۔ کئی دفعہ لوگوں کے بھاگنے سے، لوگوں کے پاؤں سے حضورؑ کی چھڑی گر جایا کرتی، لیکن آپؑ نے کبھی کسی کو کچھ نہیں کہا۔

اسی طرح سیر کے دوران اگر کبھی حضرت امّ المومنینؓ اور دیگر خواتین ساتھ ہوتیں تو حضورؑ بڑی سادگی کے ساتھ خواتین کو نصائح فرماتے، کبھی کسی عمدہ تلاوت کرنے والے قاری سے بڑے بے تکلّف ماحول میں تلاوتِ قرآن کریم سنا کرتے۔ سیر میں یہ تمیز بھی نہ ہوتی کہ کوئی آگے نہ بڑھے، بعض جلیل القدر صحابہؓ خیال کرتے کہ یوں لوگوں کے آگے بڑھنے سے مٹی اڑتی ہے مگر حضورؑ نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی۔ سیر میں اگر کسی کے پاؤں پڑنے کی وجہ سے حضورؑ کی چھڑی گر جاتی یا جوتی پاؤں سے نکل جاتی تو آپؑ رُک جاتے مگر پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے کہ اسے ندامت نہ ہو۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت اقدسؑ کی زندگی کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپؑ کو تکلّف اور بناوٹ سے اپنے آپ کو ممتاز ظاہر کرنے کی عادت نہیں تھی۔

ایک دفعہ آپؑ چولہ بابا نانک جی کی زیارت کے لیے مع چند خدّام ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے۔ وہاں ایک بڑ کے درخت کے نیچے کپڑا بچھا کر حضورؑ مع احبابِ جماعت بیٹھ گئے۔ قصبے کے لوگ آئے تو بہت سے لوگوں کو دھوکا لگا کہ مولوی محمد احسن صاحب گویا مسیح موعود ہیں۔ لوگ ان سے مصافحہ کرنے لگے۔ پھر مولوی صاحبؓ کے بتانے سے لوگ آپؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس قسم کے واقعات آپؑ کی زندگی میں بے شمار ہیں۔

حضورؑ کی نشست انتہائی بے تکلّفانہ ہوتی تھی۔ حضرت منشی امام دین صاحبؓ نے ۱۸۹۴ء میں حضورؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بیعت کے لیے حضورؑ مجھے بیت الفکر کے اندر لے گئے اور وہاں موجود چارپائی کی پائنتی کی طرف خود تشریف فرما ہوئے اور مجھے سرہانے کی طرف بٹھایا۔

حضرت چودھری بڈھا صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں قادیان آیا تو نئے مہمان خانے میں چارپائیاں نئی نئی تھیں اور ایک پرانی تھی۔ حضرت صاحبؑ تشریف لائے اور پرانی ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئے، چھ سات آدمی اَور تھے۔ سب کو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بڑی شرم آئی کہ حضورؑ چھوٹی سی ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئے ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی بیعت کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرتؑ مجھے ایک علیحدہ مکان میں لے گئے اور اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ ایک چارپائی بچھی تھی اس پر ہم دونوں بیٹھ گئے۔ میرا داہنا ہاتھ حضرت صاحبؑ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور دس شرائط کی پابندی کی مجھ سے بیعت لی۔

حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بستر اور بوریے کی سادگی کے حوالے سے کئی روایات پیش فرمائیں۔ آٹھم سے بحث کے دوران ایامِ بیماری میں بھی حضورؑ ایسے بستر پر آرام فرماتے جس پر نہ تکیہ تھا نہ بستر، کمر تک بوریے پر ہوتے اور باقی جسم مبارک زمین پر ہوتا۔

ایک مرتبہ بعض نوجوانوں نے حضورؑ کی گاڑی گھوڑوں کی جگہ خود کھینچنے کا ارادہ کیا۔ حضورؑ کو اس کا علم ہوا تو فرمایا کہ

گھوڑے واپس جوتو! ہم انسان کو حیوان بنانے کے لیے دنیا میں نہیں آئے۔ ہم تو حیوانوں کو انسان بنانے کے لیے دنیا میں آئے ہیں۔

یہ ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد خطبے کے دوسرے حصّے میں حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب ادا کرنے کا ارشاد فرمایا۔

☆... **مکرم الحاج شیخ یوسف عثمان کمبولایا صاحب (مبلغ سلسلہ تنزانیہ)۔**

☆... **مکرمہ امۃ الشافی صاحبہ اہلیہ کیپٹن محمود احمد خان صاحب۔** مرحومہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہ کی نواسی، صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ گذشتہ دنوں ۸۲؍سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ کراچی میں لجنہ اماء اللہ میں لوکل صدر اور ممبر عاملہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کا نکاح پڑھایا تو خطبے میں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے بڑی دعائیں کی ہیں جو آپؑ کی دوآمین میں ہیں اور دوسری جگہ بھی پائی جاتی ہیں اور جب ہم ان دعاؤں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ دعا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی وہ ہم پر ایک ذمہ داری بھی عائد کرتی ہے۔ اس میں ایک مصرعہ یہ ہے کہ

حق پر نثار ہوویں، مولیٰ کے یار ہوویں

پھر حضورؑ نے فرمایا:

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا، الم کا، بے بسی کا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ یہ دعا جب آپؑ نے کی تو ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ تم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تم اپنی زندگیاں بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ (البقرۃ:113) کے مطابق گزارو۔ اگر بے کسی اور بے بسی کا زمانہ تم دیکھنا نہیں چاہتے اور مصیبتوں اور مشکلوں سے بچنے کی خواہش ہے تو اپنے پر ایک موت وارد کرلو، اور اپنی ہر ایک چیز خدا پر قربان کر دو اور خدا تعالیٰ سے نئی زندگی کی خواہش کرو اور نئی زندگی پاؤ۔ اگر تم سب کچھ خدا کے لیے قربان کر دو گے اور اپنے پر ایک موت وارد کرلو گے تو بے کسی اور بے بسی کا زمانہ نہ دیکھو گے۔

پھر حضورؑ نے فرمایا:

شیطاں سے دُور رکھیو اپنے حضور رکھیو

اس میں بھی ہمیں متوجہ کیا کہ شیطان کا غلبہ اُن لوگوں پر نہیں ہوتا جو خدا کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور مجاہدے کا حق ادا کرتے ہیں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا تمہارے حق میں قبول ہوگی۔ یہ نصائح پیش کرنے کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ

یہ بہت اہم نصائح ہیں، ان کے بچوں کے لیے بھی، خاندان کے افراد کے لیے بھی اور افرادِ جماعت کے لیے بھی۔ ان پر غور کرنا چاہیے، ان پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر یہ ہوگا تو تب ہی ہم حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

مرحومہ رشتے نبھانے والی، خدمت کرنے والی، تعلق نبھانے والی، لوگوں کی بے لوث مدد کرنے والی تھیں۔

☆... مکرم عبد الرفیق جدران صاحب آف امریکہ

☆... سلیمہ تبسم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا عبد الحمید صاحب مرحوم آف میر پور خاص سندھ۔

حضور انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad